TEXT PROBLEM WITHIN THE BOOK ONLY

UNIVERSAL LIBRARY
OU_188983
UNIVERSAL LIBRARY

Checked 1975

وَمَنْ یَّتَوَکَّلْ عَلَی اللّٰہِ فَھُوَ حَسْبُہٗ

اِنَّ اللّٰہَ بَالِغُ اَمْرِہٖ قَدْ

جَعَلَ اللّٰہُ لِکُلِّ شَیْءٍ

قَدْرًا

الحمد للہ کہ یہہ کتاب مستطاب ترجمہ منطق الطیر کا جو فارسی مین تصنیف کی ہوئی عارف باللہ سالک مرشد روزگار شیخ فرید الدین عطار کی تھی اس کا ترجمہ شیخ وجیہ الدین نے دکھنی زبان مین کرکے

نام اُس کا

پنچھی نامہ

رکھا

اور اندنون مین بسبب کمیابی کے اس کتاب کو اقل عباد اللہ الکریم قاضی ابراہیم بن قاضی نور محمد صاحب نے نور الدین بن جیوا خان صاحب کے مطبع حیدری مین ۲۵ جمادی الثانی سنہ ۱۲۸۴ کو حلیۂ طبع سے آراستہ کیا

CHECKED 1956
Checked 1965

رب یسّر و بہ   بسم اللہ الرحمن الرحیم   نستعین وتمم بالخیر

ای پچھی پیارے سخن آغاز کر ‏ — حمد سے حق کے بلند آواز کر
شوق سے دل کے اٹھا اک چہچہا ‏ — جو رہے نزدیک عالم کا بہا
گلشن وحدت ہے تیرا آشیان ‏ — احدیت کا راز سب تجھ پر عیان
وحدت کا ہی تجھے اسرار یار ‏ — تو ہی وحدت کا سن اور راز دار
تو ہی جامِ عشق کا ہی می پرست ‏ — تو لیا ہی لذتِ جامِ الست
کیا کہوں اے صاحبِ سیرِ سلوک ‏ — جائے تیری بات سنتے پیاس بھوک
تازہ کر تک اب زبان توحید سے ‏ — دور تر ہو شرک اور تقلید سے
پاک دل سے یاد کر اس پاک کو ‏ — جن دیا جیو اس مٹھی بھر خاک کو
نیستی سے ہست کیتا یو جہان ‏ — سات طبقے جو زمین نو آسمان
خالق جان صانع ہر جزو کل ‏ — جسکی پیدائش سے ہے ہر خار و گل

Checked 1951

نین عجب تیری سکت سے ای دھنی — جو جنی سنگ سیہ سے اونٹنی

تو دیا دو پھانک کر دریائے نیل — موسی و موسی کے لشکر کو سبیل

جب ابابیلوں کو تو فرمان دیا — فوج ابرہ کے تئیں غارت کیا

تو کیا جب لطف اپنے پر نظر — ہوئی اگن گلشن خلیل اللہ کو

قدرت اپنی جب تو دکھلانے پرائے — گل گئے جو ہاڑ پھر کر جیو پائے

امی مطلق کو تو گویا کیا — درس جس سے سب فصیحان نے لیا

چار پنکھی کاٹ کر یکبھار کوٹ — جیو دیا چار دن کو تونیں بات جھوٹ

ایجدا جکھہ کو خدائی سازوار — جو ہیں تیری قدرتاں یوں بیشمار

کسکو اندازہ جو تجھ قدرت کو پائے — آدمی یہاں ہوش اپنا سب گنوائے

کیا ہماری فکر کیا وہم و قیاس — کیا گماں جو ہو سکے قدرت شناس

فکر سے اسکے جو ہیں حیران و دنگ — عقل اس رستے میں ہے ہیکینہ لنگ

کان یہہ ذرہ کان یہہ خورشید منیر — کان یہہ قطرہ کان وہ دریائے گہر

کان مچھر بیچارہ اور سیمرغ کان — کان زمین پاتال اور کان آسمان

کان یہہ چیونٹی اور کیا اسکی نظر — کیوں سکے ملک سلیمان دیکھکر

کیا یہہ قدرت ہی نہیں جس انت پار — کسطرح کیوں کر سکے اسکا شمار

Checked 1975

را بغارت برده و باز رہا نموده گشتن

شیخ عطار آشنائے سوز و ساز | کیا کئے ہین طرفہ نقل جانگداز
کس مسافر کو ملا کوئی راہ زن | لوٹ لیکر اسکو لایا گھر کو دن
بعد ازان دوڑا گیا لانیکو تیغ | تا سستی سر کاٹ اسکا بید ریغ
از قضا بھوکا اتھا بیچارا وو | لادیا روٹی اسے رہزن کی جو
ہاتھ سے کھاتا تھا روٹی جبکہ وہ | لیکے آیا تیغ رہزن بے شکوہ
دیکھ کر پوچھا اسے رہزن کہ تو | کس دیا روٹی کہا تیری وہ جو
بعد ازان وہ راہزن شمشیر سٹ | پیش آیا عذر خواہی سے نیٹ
کا سے مسافر جا تو اب آزاد ہے | مارنا روٹی کھلا بیداد ہے
پس کہا ہی عاجزی سے شیخ نہان | کا ہی خداوند کریم مہربان
مین تو تیرا رزق کھایا سب عمر | پس مجھے بھی فضل سے آزاد کر
یہہ دعا مانگی ہی گرچہ شیخ پس | بخش وجہ الدین کو ای فریاد رس

در نعت سید المرسلین و خاتم النبیین محمد مصطفی احمد مجتبیٰ صلی اللہ علیہ وسلم

ای میرے پیارے نبیجی جیو کے سجن | بول میٹھے لب سے کچھ میٹھے بچن
ای شکر گفتار راوی بات کر | بات ہر ایک جون میٹھی نو بات کر

جنکی انگلی کے اشارے سے چندر
ہو گیا دو پھانک نیلے چرخ پر

سور سا دو نو کبھونکے درمیان
نقش تھا مہر نبوت کا نشان

دیکھ حرمت انکی جو امت منے
غول ملعون نین ہوا ملت منے

کافرونپر بھی کیا نین حق عتاب
نین ٹھہرایا عہد مین انکے عذاب

گرچہ عیسی قم باذن اللہ کر
گور سے مردے اٹھائے ہین مگر

مصطفی کے امتی بعضے فقیر
قم باذنی کر اٹھائے مردہ پیر

حشر کے دن سب زبانان ایفلان
کوئی رہیگی نین سوا اسکی زبان

قرب کو انکے ہی او ادنی مقام
کیا اچھیگا اس سے زیادہ والسلام

جہان نہو گا کسکو کسکا آسرا
آسرا او ہان خواجہ ہر دوسرا

اے محمد عاصیونکے عذر خواہ
مانگ لے حق سے ہماری بھی پناہ

ہو خلاصی ہمکو بھی روز جزا
آسرا نین ہمکو ہی تیرے سوا

در مدح اصحاب کبار رضوان اللہ علیہم اجمعین کہ بدین صفت موصوف بودند

مصطفی کے خاص چار اصحاب ہین
دین کے نسخے کے چارون باب ہین

اولا صدیق اکبر یار غار
دوسرے عادل عمر صاحب وقار

ابن عفان تیسرے صاحب حیا
شیر حق چوتھے علی مرتضی

وسے بولے بات کچھ بے احتیاج — ہین زبان پر لائے حق کے نام باج

جو تھا سینہ مین نبی کے فیض رب — فیض تھا صدیق کے سینے مین سب

جسکے سینے مین ہووے فیض نبیؐ — کیون رکھے دلمین تو سن کینہ کبھی

جسکو منبر پر نبیؐ کے تھا ادب — بیٹھتے وہ نین نبیؐ کے ٹھار کب

جب جو رکھتے تھے خلافت کا اگر — تو خلیفہ کرکے بٹھلاتے بسر

کب عمر ہوتے خلافت کے دھنی — کان سے ہوتی دیکھی یہہ روشنی

اس خلافت کا کہون تجھسے بیان — جو گنواتا جائے تیرا ہوش یہان

یہہ خلافت وہ ہے جو عادل عمر — مار ڈالے تھے درون سے اک پسر

پس کہین جاتے تو جاتے پانون چل — کسکو نین کہتے کہ آگے سے نکل

ہاتھ سے انٹیان بناتے تھے کبھی — سر پہ لکڑیان لاتے جنگل سے کبھی

بیٹھتے ستھر پہ جب کھانے طعام — سات لقمہ کھا کے بس کرتے تمام

سالنے کا کچھ نتھا انکو اٹک — سرکہ بس تھا انکو سالن بے نمک

جب آنکھون نین نیند کا آتا خمار — خواب کرتے تخت رکھ سر کے تلھار

رات کو کاندھے پہ لیکر مشک آب — نیر پیاسو نکو پلاتے وقت خواب

رات کو لشکر کے چوکیدار ہوئین — نیند بھر کر کب نہ اپنے ٹھار سوئین

[illegible]

از شہر سبا آوردہ سلیمان علیہ السلام را رسانیدہ و معتمد شد و مرتبہ یافت

واہ واہ ای ہدہد ہادی رہ ہی تجھے معلوم ہر وادی کی راہ
ہی سبا کے شہر پر تیرا گذر تا سلیمانکو دیا تو خوش خبر
تا سلیمان کا ہوا تو رازدار تب ہوا تو تاجدار و سازدار
کر اپسکے دیو کو جلدی تو بند بعد ازان کر تو سلیمان سے انند
بند کرتا نین تو جب لگ دیو کو کب سلیمان سے ملیگا جا کے تو

در بیان موسیچ کہ آواز خوش دلکش معشوقانہ می آرد

واہ واہ ای یار منہہ بولے سجن ای میرے دلکے لگن جیو کے سجن
تو اپسکا جب سناتا ہی گلا ہو کے جاتا ہی میرا جی مبتلا
فارسی میں نے تیرا موسیچ نام تو کرے موسیٰ نمن حق سے کلام
نفس کے فرعون کو تو مار چور بعد ازان میقات سے ہو مرد طور
بس کلام بیزبان و بیخروش کان سے آوے سمجہ اتنا فہم و ہوش

در بیان طوطی شیرین گفتار گوید

واہ واہ ای بہائی راوی واہ واہ ای میرے جی کے سجن تجہہ واہ واہ

در بحر شاہباز افزون بین گوید

[illegible]

در بحر دراج گوید

[illegible]

یہہ بھلا ہی تجھ کو گرداب بلا	اس بلا سے خوب ہی کرنا گلا
نفس خر کو مثل عیسی کر حلاک	پیشوا آوے تنگے روح اللہ پاک

در سخن بلبل را زمست گلزار گوید

واہ وا ای بلبل گلزار عشق	واہ وا ای پنچھی بیمار عشق
شوق سے ٹک کر زرا غول اٹھ	درد دل میٹھی زبان سیتی بول اٹھ
ایکدم الحان داؤدی اٹھا	جیو کی جگ کو گراپس سے بتلا
زرہ داؤدی کی خواہش ہی اگر	اس لوہیکو نفس کے جون موم کر
جب لوہا یہہ موم سا ہووے نرم	عشق مین تب آوے داؤدی گرم

در سخن طاؤس دربان بہشت گوید

واہ وا ای مور دربان بہشت	غم سے یکدم کو اٹھا ای خوش بہشت
سانپ کے سنگ نے کیا ہی تجھکو خوار	تا پڑا ہے دور تو جنت سے یار
کردیا ہی نفس نے تجھہ دل سیاہ	گم کیا ہی سدرہ طوبی کی راہ
جبتلک مارا نہین تو مار کو	پائے گا تو کسو جہہ اسرار کو
مار ڈالے گا جبھی تو مار زشت	پائیگا آدم کی سنگت سے بہشت

در سخن شیر کہ درچاہ ظلمت از خودی شد

واہ واہ ای باز چیل واہ واہ — گر تیرے دلمیں ہے مولا کی سوخواہ
سرکشی سب چھوڑ دے ہو سرنگون — درد سے کر دل کو اپنے غرق خون
گر تجھے ہی ہمت معنی بلند — دل نہ اس مردار دنیا ساتھ بند
تا دنیا پر کر نہ عقبی پر نگاہ — رکھ نبران سر پر بزرگی کا کلاہ
جا ئیگا دونون جہان تے جب گذر — بیٹھ ذوالقرنین کے جا تاج پر

در سخن مرغ زرین کہ آواز آتشین می دارد

واہ واہ ایمرغ زرین باصفا — واہ واہ ای آتشین سدرنوا
جو کچھ آگے آوے اسکو دے جلا — موندھہ کر جگ جسکی جگ سے کرگلا
جال ڈالیگا تو کچھ یہ ہے جو سب — حق کی مہمانی کے آگے آوے تب
جب ہوا دل واقف اسرار حق — وقف کر آپسکو تو در کار حق
جب ہوا تو کام میں حق کے تمام — تو نہ ہوے حق رہیگا والسلام

در سخن ہمہ مرغان کہ با یکدیگر صد آرائے بر داشت
از تفکری از چہ کہ در ما حاکم نیست گوید

ایکدن سب جگ کے پنکھیرو جانور — ملکے بیٹھے جمع ہو اک ٹھار پر
شوق سے لگنے لگے وے بولنے — راز دل ہر ایک لگا وہاں کھولنے

ہا پہر براے رہنمائی دانایان
ذوالنور سبیل سلطان
ہو الاول والآخر

گر نہین اسبابکی تم کو خبر
مین ہیجا ناہون اسکے شاہ کو
گئی مدت تک مین سلیمانکی ہنسگات
مین ہوا اکدم حضوری سے جُدا
دے مجھے جیوکا ہی سمجھین مدام
وہ رہے نا باج میرے یک نفس
بولتے ہین مجھکو پنکھی نامدار
مین سلیمانکا لیجا کر خط شتاب
وہ دیا مجھکو نشان اس شاہ کا
تو بوجھا ہون شاہ کو تحقیق کر
کیا کہون کوئی مجھے ہمراہ نہین
جو تمھین منگتے ہو چلنے میرے سنگ
بیگ تو جلدی کرو چلنے بدل
بادشاہ کو بد نہین بو تو تمھین
پردۂ غفلت سے آنا باز اب

بات میری ٹک سنو تم کان دہر
ڈھونڈھ لیا ہون اسکی مین درگاہ کو
صدق سے حاضر رہا ہون دن رات
رازدان انکا ہوا ہون مین سدا
مین ہوا انکا سدا سے جیو غلام
مجھہ پنکھی ہدہد کو اتنا قدر بس
مین گیا شہر صبا کو جان گداز
لادیا بلقیس کا پھر وہین جواب
شاہ یعنے سایۂ الله کا
بات میری تم سنو قصد یون کر
شوق سے کوئی میرے ساتھ نہین
مین بھی آ حاضر ہوا ہون بیدرنگ
اُٹھ کہ جب لگ نہین ہی سر اجل
کفر ہے یون نا زبان کہو تمھین
حبیب سے کرنا ہے اوہ اقرار

خوش اڑا جاتا تھا وہ اسما نیز ‎ جھڑ پڑا باز و سے اسکے ایک

دیکھ کر اس پر کو سگلے خاص و عام ‎ فکر سے تصویر کھینچے با تمام

مین تفاوت صورت سیمرغ سب ‎ جگ مینے پیدا کئے نقش عجب

ایک پر کا یہہ سبھی بستار ہے ‎ نقش کا سیمرغ کے آثار ہے

دیکھ اس عالم ہوا ہی مبتلا ‎ ہی ابھی اسکا جہا مین غلغلا

تو نبی کا قول ہی اس دین مین ‎ علم سکھنا اگرچہ ہوئے چین مین

یہان تو دستا ہے معما ای عزیز ‎ ایک ذرہ تجھہ کو کرنا ہی تمیز

علم ظاہر تو نہ تھا اسوقت پر ‎ صرف و نحو و فقہ تفسیر و خبر

کون ہے وہ علم ای ذیشعور ‎ ڈھونڈھنے جاتا ہی جسکو تا ناو

چھوڑ ہے وجدی یہان اس قول کو ‎ اب ایسکے مدعا کو بول تو

حکایت عزم نمودن جانوران بسیمرغ

جو قصہ ہدہد نے یون ظاہر کیا ‎ بات کو اسبات پر ماہر کیا

ای عزیزان اگر تمھین ہو مرد راہ ‎ بات کہتا ہی اگر کچھ عشق شاہ

بعد ازان طایر سبھی اسبات سے ‎ صبر و ہوش اپنا گنوائے اتے سے

ہر کسی کے دل مینے بے اختیار ‎ عشق نے سیمرغ کے پکڑا قرار

حکایت دختر بادشاہ

کھولتا ہی جب میرا معشوق لب	جیو میرا سینے منے کھلتا ہی تب
پاس اس معشوق کے پاؤن جہان	شوق سے پرواز کر جاؤن وہان
جسگھڑی گلشن منے کھلتا ہی پھول	جیو میرا مستی منے جاتا ہی بھول
جب نکلکر جاؤن مین گلشن سے بہار	جیو میرا تب ہوئے غم سے خار خار
خوش نہین آتا مجھے تب بولنا	زہر دستا ہی مجھے لب کھولنا
بولنا لب کھولکر مجھکو نہ ہائے	راز بلبل کا بتاؤن کیونکہ ہائے
چھوڑکر مین پھولکو جاؤن کہان	ڈھونڈھنے سیمرغ کو پاؤن کہان
مین کہان سیمرغ کی درگہ کہان	مجھکو اسکی بارگہ لگ رہ کہان
عشق گل مجھ ناتوان بلبل کو بس	کیا مجھے سیمرغ کی لایق ہوس
طی کرون مین کسطرح راہ دراز	کان سے لاؤن راہ کا مین کارساز
برگ میری بات کا صد برگ بس	دیکھتے جسکو بڑھے جیو کا امس
بس ہی مجھکو عاشقی از روی گل	مغز کو کافی ہے میرے بوی گل

حکایت جواب دادن ہدہد

بعد ہدہد کا سنو تم یہہ جواب	عشق نے گل کے کیا تجھکو خراب
جانتا ہی تو کہ گل ہے بے وفا	بے وفا سے دل لگانا کیا نفا

پھاڑ کپڑے سٹ دیا تن کے لیجا — ڈھول اسکے عشق کا جگ مین بجا

غم نے گھیرا تم سنو جب وہ فقیر — ہو گیا لاغر بدن جون مرد پیر

نا اُسے تھا کھانے اور پینے کا ہوش — یاد مین تھا اس پری کے پُرخروش

یونہین گذرے دکھ مین اسکو سات سال — سوکھ اسکا تن ہوا لکڑی مثال

مدعی اس راز کا سنکر جنیر — سیس پر درویش کے باندھی کمر

دھو لیا ہون مین تو اس دنیا سے دست — دیکھ مجھ کو مین ہوا جس روز مست

اب میری اک بات ہے سچ بول تو — کیون ہنسی اس روز میرا دیکھ مو

بعد ازان بولی اُسے لب کھولکر — مین ہنسی تیرے خیال خام پر

اب کہان مین شاہزادی تو کہان — کیون گنوایا ہاتھ سے تو قوت جان

یہہ سخن اس سنگدل کا جونکہ تیر — آ لگا یک پل مین جیو سونپا فقیر

عذر آوردن طوطی پیش ہد ہد

بعد ازان آیا وہان طوطی نگر — تن پہ حلہ سبز گل مین طوق زر

چونچ جون مرجان اسکی لعل رنگ — دیکھکر جسکو اڑے دکھیر رنگ

شہد سے لب کے کیا شکر کے ڈھیر — لعل سے اپنے سٹا گوہر بکھیر

عذر خواہی سے اول درپیش آ — پس کہا ہدہد سے یون اے پیشوا

مور آیا بعد اس کو سنوار — جھکے ہر اک پر مین کئی نقش و نگار

پاؤن اپنے ناز سے دھرنے لگا — جلوہ عاروسانہ وہ کرنے لگا

مور ہدہد کے ہوا جب آ قریب — یاد کر فردوس رو یا وہ غریب

بعد ازان بولا کہ مجھسے ایک گناہ — بہشت مین صادر ہوا صد آہ آہ

مار ڈالا ہے مجھے تب سے ہنوز — ہے اسیر اس روز سے سینے مین سوز

گرچہ مین جبرئیل ہو پنکھون گرا — شرمندہ ہے تب سے اتبک جیو میرا

یاد جب فردوس کا آتا ہے باغ — جان و تن ہوتا ہے سارا داغ داغ

کان سے مین یار کی لگا یا مار سے — جو پڑا ہون دور حق کے پیار سے

جب سے چھوٹا ہاتھ سے میرا وطن — رات دن روتا ہو نہین آرام من

ہے اپنی یہہ آرزو میری یہان — جو مجھے لیجائے کوئی میرے مکان

جواب دادن اور

پس کہا ہدہد کہ سن تو ای گنوار — پادشہ کے گھر مین تو سکتا ہی تھار

کیون ملیگا گھر تجھے جب شاہ کا — ہوئیگا کیون محرم اس راہ کا

جا تو اول بادشہ کا ہو نفر — بعد ازان جا دیکھ اسکا دار گھر

گھر دہنی کے بعد گھر کیا کام آئے — کوئی خالی گھر مین کیا آرام پائے

حکایت شاگرد و استاد

ایک تھا شاگرد کین عقلمند کمال
ان کیا استاد پر یہہ سوال
حضرت آدم تھے جہان خاص جون
جا نکالے انکین جنت سے کیون
پس کہا استاد اس ...

سب نکھیون سے پاک ہون مین نیز تن
پاک جامہ پاک جاگہہ پاک من

مین چلون جون اولیا پانی پہ اب
گر کرامت کوئی کرے مجھسے طلب

بسکہ یون پانی نے سے میرا جسم
نا رہون جز آب کے سن ایکدم

اور رکھہ غم بھی دل اوپر آئے جب
دیکھتے پانی کو دھو یا جائے سب

تازگی پانی سے مجھکو ہی مدام
مین چلون خشکی پہ کیون اینکنام

آلگا ہی کام میرا آب سے
آب بن یہہ جیو رہے کب تاب سے

تم سنو ہی آب سے عالم حیات
کیسے بیٹھون آب نے اب ہو کے ہات

نین ہی طاقت مجھ کو جو مین کہہ سکے
جا کے دیکھون ملک جہان [illegible]

جسکا ایسا ابتدا سے حال ہو
کب ملاقی شاہ سے [illegible]

جواب دادن ہدہد بط را

پس کہا ہدہد نے ای پانی کے بیت
کیون نہ [illegible]

کیون بگڑتی ہی تو پانی چرا
نین [illegible]

گند اپنا ہر کوئی پانی سے دھوئے
آب [illegible] تجھ کو زیادہ گند ہوئے

گھٹ پری نہ دھنی ہے پانی ساتھ دل
گھٹ ہی تو ہی تو جب پانی مل

پاک پانی کے مثل تو جب لگون
گھٹ ہر پانی کا کب لگن دیکھ سکا ہون

حکایت حضرت سلیمان علیہ السلام

تب سے گوہر ڈھونڈھتا ہون رات دن
کرنا لگتا ہی صبر مجھ کو کٹھن

اس دنیا مین جسکو ایسا یاقوت ہو
کیون نہ موج خون رنگ یاقوت ہو

بھاگ گئی ہی بھوک اور اڑ گئی ہی خواب
دل پڑا ہی کشمکش مین جون طناب

عشق گوہر کا نہین ہے جس کسے
وہ مجھے تو چشم بیجوہر دسے

عشق بے جوہر کہو کیا ہے کام
زندگی ناچیز ہے اسکی تمام

مین تو ہون عاشق گہر کا مست
جانتے ہین مجھ کو سب گوہر پرست

نین گہر کے بعد مجھ کچھ جستجو
جیب پر میری ہی نت یہہ گفتگو

غم سے گوہر کے میرا جی مبتلا
جب سے دلکو روز و شب ہے تلملا

بس ہے مجھ کو لعل گوہر کا بیان
ہر گدا کو بادشاہ لگ رہ کہان

مین کہان کیا شاہ کا پاؤن صبا
کان ملے مجھ سیمرغ صاحب جلال

جواب دادن ہدہد کبک را

بعد ازان ہدہد نے بولا بیدرنگ
کس سبب کرتا ہی اتنا خدلنگ

کس سبب کھاتا ہی تو خون جگر
رنگ جوہر دیکھ کر اے بدگہر

کیا ہی گوہر اصل مین رنگین کہان
رنگ پر بھولو نہ اسکے اے سجان

گر کبھی جاوے نکل کر اس سے رنگ
سنگ سا آخر دسیگا تجھکو سنگ

کیا کریگا تو گہر کو ہی عجب	جوہری کی دل مین دہر دایم طلب

عذر آوردن ہما پیش ہدہد

بعد ازان آیا ہما با کر و فر	سایہ جسکا بادشاہونکا چہتر
بولنے لاگا کہ ای پنچہی ہو نمین	لالچی بہی کس پنچہی کے سار نہین
اصل مین رکہتا ہو نمین ہمت بلند	گوشہ عزت مین کرتا ہون انند
نفس کو اپنے رکہا ہون خوار کر	تو دیا عزت مجہے حق پیار کر
جانتے ہین جو ہما میرا ہی ناون	پس ہمایون کیون ہوویے میرے چہاون
ہد مثل اسکو سمجہتا ہون ذلیل	بس ہی مجہ کو یو بزرگی کی دلیل
گر فریدون ہی و گر جمشید شاہ	چہاؤن سے میرے ہوئے ہین بادشاہ
سایہ پرورد ہین میرے سب ملوک	کب گدا طبعان سے ہوتے ہین ملوک
پادشاہان خوش ہین میرے نام سے	پادشاہی پائی میری چہاؤن سے
ہین کلک سیمرغ کا پروا مجہے	کس سبب اس تے ہووے سروا مجہے

جواب دادن ہدہد ہما را

پس کہا ہدہد نے ای نفس غرور	چہاؤن اپنی کر جہان سے دور دور
کون کہتا صاحب دولت جلال	ہے کتے کے مثل تو ہڈی پر خوشحال
نا پڑو یہ چہاؤن تیری تجہے آج	کاشکے ہوتا تجہے اس ہڈی سے لاج
فرض کیتا مین کہ جگ کے بادشاہ	ہووے تیری چہاؤن سے عالم پناہ

حکایت عاشق شدن بادشاہ بر غلام

بسکہ مین محنت کیا ہون روز شب — نفس کو اپنے سکھایا ہون ادب
تا اگر کوئی مجھہ کو اس شاہ سے ملائے — شاہ خدمت کا مجھے شایستہ پائے
مین کدھر سیمرغ کو ڈھونڈھتا پھرون — جب بھٹکتا راہ مین دکھ سے مرون
بس طمع ہی مجھہ کو شاہ کے ہات سے — کیا مجھے درکار ہی اسباب سے
لاڑلا سلطان کا جو کوئی ہوے — ہی دیوانہ وہ جو ڈھونڈھے اور کو
آرزو میری یہ ہی اے ذو وقر — مین چکھون نت شہ کی خدمت کا ثمر

جواب دادن ہدہد باز را

پس کہا ہدہد نے کای دیوانہ باز — کیون ہوا ہی تو گرفتار مجاز
پادشاہ وہ نہین کہ ایسا اور کوئی — اس خراب آباد مین دنیا کے ہوئی
بلکہ شہ وہ ہے جو ہووے بے مثال — بادشاہی کو نہ اسکی ہو زوال
پادشاہ وہ نہین جو کوئی کبھہ نہین — کیون سو کہنا شاہ اس جسے نہین
پادشاہ تو ہی سچا سیمرغ آج — اور کوئی نہین بادشاہ اسکے تاج
نہین ہی اس دنیا کے شاہون کو وفا — کام انکا ہی سدا جور و جفا
ہی جو کوئی انکے نپٹ نزدیکتر — ہر دم اسکے جی پہ ہی خوف و خطر
صحبت ان شاہون کی ہی آتش مثال — الحذر آتش سے اے صاحب کمال
جب اٹھی آتش وہ ناگہہ جیت کر — جل بھسم ہو جاوین پل مین ادھر
تو کہین پوشیدہ پیش چوبدار — یعنی آگے سے نکل ای ہوشیار

میں جو دریائی نہیں ہوں جانور ... خشک رہتا ہوں لب دریا اپر
گرچہ ہے دریا کو سو سو بھانت جوش ... میں نکر سکتا ہوں اس سے قطرہ نوش
عشق اک دریاؤ کا ہے مجھ کو بس ... اور سیکے عشق کا نین مجھ ہوس
ہے یہی غم دل منے میرے نہان ... تاب اس سیمرغ کا مجھ کو کہان

جواب دادن ہدہد بگلہ را

پس کہا ہدہد نے سن اے بیخبر ... ہے تو دریا پر نہنگ اک جانور
آب اسکا ہے کبھی شیرین کبھی شور ... جوش اسکا ٹھیر ہے اور کبھی زور
حال اسکا ہر گھڑی ہر طور ہے ... دور اسکا پل منے کچھ اور ہے
چھوڑ اپنا ٹھار آگے آئے کب ... پھر جو دیکھو تو پیچھے ہٹ جائے کب
کئی عزیزان کے ڈبایا ہے جہاز ... جیو دے ہین کئی غریبان نیاز
جائے گر غواص دریا کے بھتر ... غم سے ڈر کے دم کو پکڑے کھینچکر
جو کبھی دم چھوڑ دے تو ہین بس ... مردہ ہو پانی پہ آوے جو نکہ خس
اس سے کسکو کچھ وفاداری نہین ... کام اس کا جز جفا کاری نہین
جب تلک دریا سے تو ناپار آئے ... خوف ہووے جو مبادا ڈوب جائے
وہ تو محبت یار سے کرتا ہے جوش ... ہے کبھی مستی سے اور کبھی خوش
وہ تو اپنا ڈھونڈھتا ہے کام دل ... پائے گا تو اس سے کب آرام دل

حکایت شخصی کہ با دریا سوال کرد

جواب دادن ڈھچن را بدین طور

[illegible]

کفر ہیگا عشق گنج و عشق زر — گر نہین آذر تو زر کو بت نہ کر
ہی عبادت زر کی آخر کافری — ہو نہ تو زر کے بدل جون سامری
جسکے دلمین عشق زر کرتا ہی دخل — صورت اسکی ہووے محشر مین بدل

حکایت شخصی کہ سبوا از زر پر کردہ زیر زمین مدفون کردہ بود

ایک سبو زر کا رکھا تھا کسنے گاڑ — پس چھپا اک روز وہ دنیا کے آڑ
سال کے بعد از مگر اسکا پسر — خواب مین دیکھا کہ روتا ہی پدر
گھسکے صورت ہوکے پھرتا ہی وہان — گاڑ کر زر کو رکھا تھا وہ جہان
پس کیا فرزند نے اسکو سوال — کیون تو پھرتا ہی یہان اب بول حال
پھر کہا یہہ گھسکی صورت ہے تو کیون — اس کہا جس زر کی الفت ہووے جیون
صورت اسکی کر تو میرے قیاس — پند سن لے ای پسر مجھہ باپ پاس

عذر آوردن ڈھچن پیش ہدہد

بعد ازان آیا ڈھچن زار و نزار — سر سے پا لگ مثل آتش بیقرار
راز دل کہنے لگا ہدہد سے یون — مین چلون سیمرغ تک تجھہ ساتھہ کیون
مین ایسے لوٹھار کا ہون جانور — نا پڑے بازو کو ہلنا زور پر
بسکہ ہون چیونٹی سے سست و ناتوان — کس طرح سے چلکے مین جاؤن وہان
مجھہ سے عالم ایک جہان فایق ہووے — وصل اسکا کب مجھے لایق ہووے
مین جو چاہون اسطرف جاؤن مگر — موت آوے راہ مین پا جلیا ئین پر

[illegible]

حکایت یعقوب [illegible] یوسف علیہ السلام

[illegible]

ایک شب یوسف کو سپنے مین دکھا | جو مانگے اپنے آگے لینے بلا
یاد آیا یونہی پھر امر اللہ | بعد ازان چپ رہے کے ماری ایک آہ
جب اٹھے وے خواب سے ہو کر جدا | آئے پھر جبریل کہتا ہے خدا
نام یوسف مین لئے تو کیا ہوا | آہ کا تو یک الم پیدا ہوا
جانتا ہون مین تمھاری آہ کو | آہ سے تو رے ہے استنباہ کو

عذر آوردن ہمہ جانوران پیش ہدہد

بعد ازان سب جانور آتے چلے | عذر کئی کئی بھانت کے لاتے چلے
ہر کسی کو عذر ہر ایک ہات کا | سر نہ سیوت پائے کوئی جس بات کا
گر کہون مین تجھ کو ہر ایک بات باز | داستان یعنی کے ہوتے ہین دراز
ہر کسی کو جب ہوا یو عذر لنگ | مل سکے کیونکر کہ وہ عنقا کے سنگ
جس مین ہمت کا نہو ذرہ نشان | وہ کہو سیمرغ لگ جاوے کہان
مرد ہونا سخت اس رستے مینے | درد چاہے عشق کا ہر ایک مینے
جب نہین ہے دل کو تیرے ذرہ تاب | کیون سکیگا دیکھ تو وہ آفتاب
ایک قطرے سے آ بہین جب ڈوب جائے | تھاک دریا کا کہو تو کیونکہ پائے
لایق درگاہ مرد خام نین | وہان کسی ناپاک رو کا کام نین

حکایت ہمہ مرغان وسوال کردن با ہدہد

سب طیوروں نے سنے یہہ قیل و قال | تب گئے ہدہد سے ملکر یون سوال

جو ہوا یون اسکو مستغرق سمجھ
کفر ہی گر تو کریگا حق سمجھ

وہ حقیقت مذہب کفار ہی
لو لئے ہین وے کسے دیوا و تارہ ہے

گر تو سمجھا ہی اسکو سایہ گر
نہین ملامت ہے تجھے ای بہرہ ور

گر نہوتا جگ مین سیمرغ الیقلان
تو نہ ہوتا سایہ اور نام و نشان

گر تجھے دیدہ نہین سیمرغ ہین
دل تیرا جون آرسی روشن نہین

جو کہ اس عالم منے پیدائش ہے
اول اسکا اس جہان مین سایہ ہے

جب کوئی نہین دیکھ سکتا وہ جمال
آرسی پیدا کیا ہی ذو الجلال

کیا ہی وہ آئینہ مین تجھ کو کہون
دل تیرا ہی دیکھ اسمین اپنا مون

حکایت بادشاہ صاحب جمال

ایک تھا کوئی بادشاہ صاحب جمال
حسن کے عالم مین تھا وہ بیمثال

مصحف اسرار محبوبی اتھا
حسن اسکا آئینہ خوبی اتھا

کسکو ہی طاقت کہان کسکی مجال
جو کہ دیکھے آنکھ بھر اسکا جمال

حسن کا اسکے جہان مین غل پڑا
عقل کے دامن ہے مایہ کھل پڑا

جب نکلتا تھا کہین ہو کر سوار
منہہ اپنے ڈالتا برقع سنوار

پس وہ برقع پر جو کوئی کرتا نگاہ
سر کو اپنے کاٹتا وہ بیگناہ

نام اسکا گر زبان سے کوئی لے
کاٹ کر وہ جیب اپنی پھینکدے

کوئی رکھتا گر خیال وصل یار
پھاڑ دیتا کر گریبان تار تار

گم نہ تو سایہ مین ہوا ئے بوالعجب | گر تجھے سیمرغ کی کچھ ہے طلب
ہوویگا جب دلکو تیرے فتحیاب | پائیگا ساتھ اپنے کئی آفتاب
سایہ جب خورشید مین گم پائیگا | تو آپ ہی خورشید ہوکر آئیگا
چونکہ وہ تھا سکندر شہ قبول | بھیجنے چاہے اگر وے کہین رسول
تو رسولونکی مثل شاہ جہان | کر لباس آپ ہی اسکا جاتا وہان
بعد از آن تب پس مطلب کو پیش | سن کہا ہی شہ سکندر اس رویش
کوئی نہ سمجھے اسکو ہرگز ہی کہ یو | ہی سکندر بادشاہ راز جو
آشنا بھی نہین اُسے تھا جانتا | بے پہچانت اسکو کیون پہچانتا
اسطرح ہر دل مین رہ اس شاہ کو | ایک نہین ہے راہ دل گمراہ کو

حکایت بیمار شدن ایاز و بے قرار شدن سلطان محمود

ناگہانی جب ہوا رنجور ایاز | پس پڑا خدمت سے شہ کی دور ایاز
یہہ خبر سنکر وہین محمود شاہ | ایک خادم کی طرف کرکر نگاہ
جا تو کہہ نزدیک تر حال ایاز | بول اسکو یونکہ اے شاہ نواز
بسکہ مین تجھ قرب سے گردور ہون | غم سے تیرے رنج کے رنجور ہون
جب سے تو رنجور ہی اور مین بھی وہان | جانتا نہین تو کہ مین ہون پاک بین
گرچہ تن میرا ہی دور اے ہمنفس | جیو میرا اشتیاق تیرے پاس بس

جب سنے پنکھیوں نے ہدہد کے سخن | فہم کیتے رمز اسرار کہن
سب کو ہوئی سیمرغ کی ہمت درست | سب کو جانیکی ہوئی ہمت درست
سب یہہ باتین سنکے آئے رہ اپر | سب ہوئے ہمدرد اپس مین سربسر
بعد ازان پوچھے کہ اے ہادی ہمین | کسطرح یہہ جاوین چل وادی ہمین
شاہ کا تو ہی سچا عالی مقام | جا کے پہنچین ہم ضعیفان کیون تمام

جواب دادن ہدہد پرندگان را

ہدہد رہبر نے بولا بعد ازان | عاشقان کے کھٹے نہین پروائے جان
جو کرے گا ترک جان عاشق ہے وہ | خواہ زاہد ہے وے یا فاسق اچھو
دل تیرا دشمن ہے جی کا جی کا ٹھاٹ | آن جی کی چھوڑدے آسان ہے باٹ
جیو تو رہیگا ہے اٹک جیو کر نثار | کھول دیدہ دیکھ لے دیدار یار
گر تجھے بولین کہ ایمان چھوڑ دے | گر کہین تجھ کو کہ تو جان چھوڑ دے
تو وہین یکبارگی دونو کو چھوڑ | جان اور ایمان سے بھی مکھ کو موڑ
عاشقوں کے ہین یہہ برتر دو مقام | عشق کو نہین کفر اور ایمان سے کام
آگ سے عاشق کے سب عالم جلے | دم نہ مار سر پہ گر آرا چلے
درد خون دل ہی لازم عشق کا | قصہ مشکل ہی لازم عشق کا
عشق تو بے پردہ ہونا پردہ سوز | پردہ جان ہو جان کھونا پردہ سوز
عشق کا ذرہ دو جگ سے خوبتر | ذرہ عشاق کا محبوب تر

حد سے گذرا تھا نماز و روزہ دین — کوئی سنت رہ گئی تھی سو نہین
دین کے اسوقت جو کوئی تھے امام — دیکھ کر انکو رہین بیخود مدام
کسب اور کشف و کرامت مین قوی — صاحب اسرار مرد معنوی
زہد مین تھا صرف انکا روزگار — راتکو وہ جاگتے دن روزہ دار
گرچہ انکے پاس کوئی بیمار آئے — دم سے اسکے تندرستی پلمین پائے
خلق کو غم اور شادی مین مدام — معتقد اسب حالمین تھے والسلام
ناگہان سمجھے اپس اصحاب جون — یون نہین دیکھے رات کے بیچ خواب کون
وے اپنین ہین روم مین اونکو ایک — سجدہ کرتے ہین سمجھ کر کام نیک
جو یون دیکھے خواب بیدار جہان — حیف کھا دلمین کہے اے دوستان
سخت مشکل مجھکو اب پیش آئی ہی — جیو میرے پر یہہ بلا کیا آئی ہی
نین سمجھ اس غمسے تو کیون جان بچے — سہل تر ہی جان اگر ایمان بچے
اس وضع ہی کسکو مشکل در جہان — جو پڑی ہی دلمین تیرے ناگہان
گر یہہ مشکل یہان جو ہووے مجھسے حل — نین تو میری جان پر ہی کچھہ خلل
ور نہین کھلتی یہان کچھہ یہہ گرہ — خوف ہے وہانکا مجھے بیشک و شبہ
پس مجھے تو روم کو جانا بھلا — عاقبت کا غم نے مجھے کھانا بھلا
جاکے دیکھون خواب کی تعبیر کو — خواب کے تعبیر سے تقدیر کو
بعد ازان پھر وہین سے کئے عزم سفر — چار سو لے سنگ مریدان معتبر

گرچہ شیخ اپنی نظر کرتے تھے ہار ۔ دل ہوا سینے میں لیکن خار خار
عشق کی آتش اٹھی دل سے بھڑک ۔ عقل کا مایہ کیا پل میں ترک
بود تھا وہ ہو گیا نابود سب ۔ خانۂ دل ہو رہا پر درد سب
خود سے بیخود ہو گنوائی خود شکل ۔ ہاتھ سے جا کر پڑے پانوں سے نکل
عشق نے دین سے لیا جان لوٹکر ۔ زلف نے کافر کے ایمان لوٹکر
عشق نے کی جان و دل پر گھات سو ۔ جان اور دل سے رہے بے آس ہو
پس کہے جیو دین گیا تو دل بھی جاؤ ۔ جان پر آفت جو کچھ آوے سو آؤ
جب مریدان ان کو دیکھے اس وضع ۔ کوئی نہ سمجھے کیا ہے یہ سر قضا
سر بسر اس کام میں حیران ہوئے ۔ فکر و غم سے جیو سرگردان ہوئے
پند کرتے سو نہ تھا کچھ سودمند ۔ عشق کو کب سودمند آتا ہے پند
پند کوئی دیتا تو کر جانتے گلا ۔ جانتے اس پند کو جیو کی بلا
پند کو دیوانہ کب خاطر میں لائے ۔ درد درمان سوز درمان کیونکہ پائے
یون رہے تھے درد و غم سے بیقرار ۔ چاک نے جی سے لا رہے تھے منہ پسار
جب سیاہی رین از پردۂ سیاہ ۔ بھار آئی جونکہ ظلم و درد و آہ
گھن پہ تارون کے لگے روشن چراغ ۔ شیخ کے دلکو ہوا ہے تازہ داغ
عشق انکا ایک جا کر سو ہوا ۔ شوق سینہ میں گرہ جو جو ہوا
دل کو اپنے اور عالم سے اٹھائے ۔ غم سے اور ماتم سے سر پہ خاک بھائے

روز کان ہی تا کہ او زاری کرون — ہوش کان ہی تا خبرداری کرون

عقل گئی اور حلم بھی اور صبر بھی — یکبیک یارب نکلکر گئے سبھی

ناصبوری ہی مجھے نا وصل یار — کچھ عجب ہی عشق کا یہہ کاروبار

بعد ازان سب یار دلداریکو آئے — شیخ کا غم دیکھ غمخواریکو آئے

ایک نے بولا کہ ای روشن گہر — چھوڑ دے وسواس اٹھکر غسل کر

شیخ نے بولا کہ ای صاحب نظر — غسل مجھ کو آج ہی خون دل سے بس

بھی کوئی بولا کہ ای تسبیح خوان — ہی تمہاری آج وہ تسبیح کہان

شیخ بولے کام کیا تسبیح سے — مین نہ رکھتا ہون مگر زنار سے

بھی کوئی بولا کہ ای پیر کہن — توبہ کر اسبات سے سن لے بچن

شیخ نے بولا کہ مین تو بارہا — ننگ اور ناموس سے توبہ کیا

بھی کئی بولا کہ ای دانائے راز — چل شتابی یہان سے اور اب کر نماز

شیخ بولے کان ہے محراب بھون — جو نماز اپنی گذارون جا کے وہان

بھی کئی بولا کہ کب لگ بات یو — اٹھ خدا کو سجدہ کر ای نیکخو

شیخ بولے یونکہ وہ بت ہے کہان — جو اسی سجدہ کرون جا کے وہان

بھی کہا کسنے پشیمانی نہین — یکذرہ تجھ کو مسلمانی نہین

شیخ بولے مین پشیمان ہون بہوت ہون — جو اول سے مین ہوا عاشق سو کیون

بھی کوئی بولا کہ شیطان راہزن — راہ کا تیرے ہوا ہے سن سخن

بات یون کرنے لگی ہنسکر صبیح — کیا سبب بیٹھا ہی یہان اے شیخ

کب کرین اے شیخ فانی خود پرست — زاہدان ترسا کے کوچہ مین نشستن

شیخ بولے کچھ نما تو تم برا — لیگئی ہی تو سو میرا دل چرا

ای بت ترسا نکو ترسا مجھے — دل اپنا دے نہ پھر ترسا مجھے

یا میرا دل مجھ کو دے یا مجھ سے مل — مین تو مین یہان ہو رہا ہون پا بگل

ای جفاجو ناز مین ترشی نہ کر — آ میرے سینے سے لگ دوری نکر

دل دیا ہون مین تجھے اے سنگدل — نبدا اپنے لطف سے مجھ سنگدل

ای چمن آرائے سرو نونہال — آ میرے بر مین مجھے اب کر نہال

دور کب لگ آ میری آنکھون مین بیٹھ — دیکھ درد دل میرے سینے مین بیٹھ

نا میرے دلکو ہی نا سینہ مین چین — دل سے پر غم دیدہ پر نم دن رین

کیا کرون کہان جاؤن بولون کس کنے — تا میرا دلبر بنا دل مجھ سنے

بسکہ تیرے غم سے اے دلبر نگار — دل گنوا کر ہو رہا ہون خاکسار

مہر سے کر سرفراز اس خاک کو — خاک سے پہنچا مجھے افلاک کو

بعد ازان ہنسکر کہا اس مست نار — ای بوڑھے بیہوش ای پیر گنوار

سر ہوا ہی اب تیرا کافور سا — فکر کر جا تو کفن اور گور کا

گر تیرا دم سرد جون کافور ہی — عشق کی گرمی سے تو معذور ہی

تو تو اپنے قوت کا محتاج ہی — گر تجھے روٹی ملے تو راج ہی

سر بسر اپنا گنوائے عقل و ہوش
بیخود و بیہوش کر دیا جام نوش

جب ہوا ایکجا شراب عشق یار
شوق یک جا آ ہو چندین ہزار

دیکھہ اسکے نوش لب کا نوش خند
ہو گیا دل زلف کے پیچون مین بند

بار دیگر بھی طلب کر جام نوش
نوش جان کرنے سو آیا دلپہ جوش

جو کتابین آپ کی تصنیف کین
قابل توصیف اور تعریف کین

حفظ قرآن جو کئے تھے سر بسر
سب گیا یکبارگی دل سے بسر

کچھہ رہا نین یاد غیر از عشق یار
یار تو سر تا ب عاشق بیقرار

ہاتھہ ڈالا شیخ جب اسکے اوپر
بولی تب یون ناز سے وہ سیمبر

کاہی فلانے عشق کا دعوی نکر
جھوٹھہ ہے دعوی یہہ تیرا سر بسر

عاشقی کا جب نکو تو لاف مار
عاشقی بن کفر کے کب ہے سزاوار

کفر مجھہ زلفون بدل اختیار کر
ہین تو اپنی راہ لے جا ہر کدھر

شیخ تو اسکے پھنسے تھے دام مین
ہو رہے حیران اپنے کام مین

جب ہوا تھا انکو مستی کا اثر
گم گئے تھے اپنی ہستی کی خبر

اب تو محو پیکر ہوئے سرشار مست
عشق زور آور پڑا یہہ زیر دست

پیر اگر عشق سے رسوا ہوئے
ترس حق کا چھوڑ کر ترسا ہوئے

پیرہن کہنہ مین تازے لگن
یار خاطر پس رہے کسطور مین

عاقبت وہ شیخ بھی مست ہو
سنگدل سے بات بولے سن کہ تو

مجھ کو تیرے غیر ای نیکو سرشت ‏— خوبتر دوزخ ہی ناسا لوں بہشت

بعد ازان اُسنے سنے جب یہ سخن ‏— لطف سے بولی کہ ای میرے سجن

گرچہ اتنی مہر کی ہین تجھ مجال ‏— پس چہرے خوکان چرا جا ایک سال

شیخ نے لاچار ہو کر اختیار ‏— خوک بانی کا کیا دل سے قرار

عاشقی کا کچھ عجب ہی رسم و راہ ‏— تا سمجھ مین آئے اجلا نا سیاہ

یہان تعو ہین اس شیخ کی کچھ خوک ہی ‏— ذات مین ہر ایک کی سو سو خوک ہی

نفس کے خطرے ہین کیا خوکو کیے کم ‏— پرورش مین اُنکے تو ہی دمبدم

جب تو حق کی راہ مین جانے منگے ‏— کئی ہزارون خوک و بت آوین آگے

دے جلا یہ خوک بت ای دیندار ‏— یا کہ رسوا کر اُسکو شیخ سار

الغرض جب شیخ وہ ترسائی ہو ‏— روم کے خوکون منے رسوائی ہو

یار اُنکے اس گرفتار یکو دیکھ ‏— خاک ڈالے سر مین اس خوار یکو دیکھ

بعد ازان سب مل گئے عزم سفر ‏— تا چھپاوین روم سے رو ہر کدہر

پس مرید اک شیخ کے نزدیک جا ‏— یون غرض کی کا ای ہمارے پیشوا

ہی ہمارا قصد گر فرمان پائین ‏— جو نکل اس شہر سے کعبہ کو جائین

یا ہمین بھی ہوئین ترسا جو کہ آپ ‏— سر برہنہ ہرتے رسوا جو کہ آپ

یا کہ تمکو یہان اکیلا چھوڑ کر ‏— جا نوا ڈالین گلے مین سر بسر

شیخ بولے تم نہین اب دیر لاؤ ‏— جان جہین جانا ہی جلد لیے جاؤ

جو تمھین وان شیخ کو یون چھوڑ آئے ... کیا کہے ہو تم برائی ہائے ہائے

دوستان تو دکھ مینے ہوتے شریک ... سکھ مینے تو ہوئے بیگانہ نزدیک

کہو تمھاری کس وضع یاری اتھی ... کس روش کی یہہ وفاداری اتھی

جب لیا اس شیخ نے زنار ہاتھ ... تم گلے مین ڈال لینا تھا سنگات

او گئے تھے جبکہ ترسائی وقبول ... پس تمھین بھی او ہی کرنا تھا حصول

او تو عاشق ہو کے بدنامی لئے ... تم جدا ہو انسے کیون خامی کئے

عاشقان تو سر بسر بدنام ہین ... جو ڈرین اس راہ مین سو خام ہین

بعد ازان یاران کہے ای نیک خواہ ... یہان تو ہرگز نہین ہمارا کچھ گناہ

بارہا ہم شیخ سے مانگے رضا ... جو نہین بھی ہوئین کا فراس وضا

چھوڑ کر اسلام کا فر ہو رہین ... روم مین تو ہم بھی سوا ہو رہین

شیخ سو اسبا تکو نین مان کر ... کسکو اپنے کام کا نین جانکر

ایکباری سب کو فرمائے رضا ... تب ہمین لاچار ہو کر لی رضا

بعد بولا او مرید معتقد ... گر تمھین اس کام مین ہوتے بجد

شیخ سے جسوقت پائے تھے رضا ... وہین لیجانا تھا خدا سے التجا

کای خدایا بخشدے اس پیر کو ... درگذر کر پیر کی تقصیر کو

کوئی اس درگاہ مین آیا نہین ... جو اپکا مدعا پایا نہین

جب سنے اس مرد سے یہہ بات یار ... ہورہے اتس مینے سب شرمسار

عجز سے تیرے کیا مین اسکو دور
شیخ کا گرچہ گنہ تھا بیقیاس
جانتا تو ہین کہ لاکھون سو گناہ
بحر کو احسان کے جب آتا ہے پور
یہہ بشارت جبکہ پایا وہ مرید
کشف کا احوال وہ سب کیا بیان
بعد ازان سب مل کے آئے پیر پاس
ہی بہت سوز جگر سے بیقرار
جا نوا ڈالے گلیسے شیخ تو ڑ
بھوئین پر پٹکے ہین ترسائی کلاہ
دیکھ کر یارو نکو اپنے دور سے
شرم سے تن پر کئے کپڑو نکو چاک
کب رگت رو رو کے لیوین چشم بھر
کب لگن سے آہ کے جالین دلق
حکمت و توحید و قرآن و خبر
یاد آیا پھر کے سب اکبار گی
جب اپس کے حال پر کیتا نظر

کر دکھایا ہون شفاعت کا ظہور
مین اُسے بخشا لیا ہون حق کنے پاس
سب نکلجاتے ہین اک آینین آہ
سب گنہ جاتے ہین یہ کریا بضرور
اُٹھکے یاران پاس آیا وہ مرید
پس ہو عزیزان شادمان
دیکھتے گیا ہین تو پیر حق شناس
سینہ بریان چشم گریان زار زار
سٹ ڈئے ہین جو زنار قوس پھوڑ
پھاڑ کر ڈالے وہین کرتا سیاہ
آشنائی تازہ با اُن پور سے
عجز و زاری کی لئے رو خاک
کب سو میٹھا جیو سمجھین تلخ کر
کب اپس مین ہو رہین حیران دق
جو گیا تھا سر بسر دل سے بسر
گئی نکل کر جہل اور بیچارگی
بیچ سجدہ جا کے روئے نین بھر

رانہزن ہو نیمین اس دیندار کی — کون ہے پاپن کوئی مجھ سار کی

مرد کو تجھ راہ سے گمراہ کیا — کی خطا مین ہائے کیا اگہ کیا

اس گنہ کا کس وضع مین زن دو جواب — تو اہی مجھ کو دکھا راہ صواب

بسکہ کرتی اس وضع جوش و خروش — تا دیا اسکو ندا ہاتف یہہ خوش

ای بلا ماری دکھیاری باولی — کھول انکھیان دیکھ تقصیر آپکی

جس وضع تو شیخ کو رسوا کئی — دین چھوڑا کر اسکو ترسا کئی

اس وضع اب کفر سے تو توڑ دل — دوڑ جلدی شیخ سے تو جا کے مل

پاک دل سے توبہ کر ای زن خراب — ڈھونڈھ جا کر شیخ ہو مومن شتاب

کیا بیدین تھا اسکو تونے اول — دین مین اس مرد کے آباد دل

گرچہ تھا اس شیخ کا عشق مجاز — تو حقیقی عشق سے ہو سرفراز

سن ندا وہ زن اٹھی ہشیار ہو — کفر سے یکبارگی بیزار ہو

سر ننگے اور پاؤن سے ننگی نکلی باہر — جستجو مین شیخ کے بے اختیار

نا سمجھتی ٹھوکران نا رہ کے خار — سینہ پھاڑی نین جاری خونبار

تا تلک وہان شیخ کو ہوئی آگہی — راہ سے چلتے وہین اٹھتے سبھی

بعد ازان سب کو وہین سمجھائے ہین — سنگ لے کر شیخ سب کو آئے ہین

دیکھتے کیا ہین کہ زن ہے زار و زرد — سینہ بریان چشم گریان آہ سرد

سر ننگی اور چاک تن کا پیرہن — لوٹتی ہے خاک مین مردہ تن

حکایت یکدل شدن ہم عنان

حکایت حضرت شیخ بایزید بسطامی قدس سرہ

جب سنے ہدہد سے یہہ قصہ تبھی
شوق دل سے سب تڑپنے جون مچھی

عشق سے سیمرغ کے سب ایکبار
ہو رہے سب دلمین اپنے بیقرار

متفق ہو عزم کیتے راہ کا
شوق پکڑے شاہ کی درگاہ کا

بعد ازان کیتے اپسمین فکر سب
راہ کا سردار کرنا کسکو اب

کام بے سردار تو بنتا نہین
یہان تو کسکو کوئی بھی گنتا نہین

مصلحت یہہ ہے کہ سب کے نام سے
قرعہ ڈالکر لیں کھینا اسکام سے

نام سے جس جانور کے قرعہ آ پڑے
سرور و سردار وہ اسکا کہلائے

ہے سزاوار اسکو تاج سروری
اسکی سب ملکر کرین فرمانبری

تا مگر سیمرغ کو پاوین ہمین
ذرہ ہو خورشید تک جاوین ہمین

جب بچارے بات کو سب اس وضع
قرعہ سب کے نام ڈالے تس وضع

ناگہان قرعہ پڑا ہدہد کے ناون
پس گئے اپنے پرونکی اپسہ چھاون

حکم مین اسکے ہوئے سب جانور
اسکو بیشک اپنا سمجھے راہ بر

حکایت سرداری دادن ہمہ مرغان ہدہد را

جب دئے ہدہد کو ملکر سروری
سر پہ اسکے لا رکھے تاج سری

کئی ہزاران جانور سنگ ہو چلے
شاہ کے مشتاق یکرنگ ہو چلے

جبکہ آئی راہ وادی کی اگے
بن بہانے دیکھ کر سب ڈگمگے

دلمین سب کے یکبیک ہیبت پڑی
خوف کے لرزے تپ آکر چڑھی

راہ کو دیکھی تو سیوٹ تا دسے | رنج رہ ایسا کہ دار و نا جسے
باد استغنا کی یوں چلتی ہی ان | گر کہوں تو جائے اڑ کر آسمان
پس کہو وان یہہ نکھی اب کیا کریں | دیکھتے ہیں جو کا زبان کیوں نا دریں
وے تو چلکر آئے سب ہدہد کنے | کچھ سو دل امید اور کچھ ڈرتے
پس لگے کہنے کہ ای انا رراد | جانتے نین کیا ہمیں آداب شاہ
تو رہا ہی ٹین سلیمان کے نزدیک | قرب ہیگا تجھ کو سلطان کے نزدیک
جانتا ہی تو رسم ادب ملوک | راہ کا معلوم ہی تجھ سب سلوک
ہی عیان خوف و خطر کا تجھ شمار | تو پھرا ہی گرد دوروزگار
تو ہماری راہ کا ہی پیشوا | بند دنیا ہم کو ہی تجھ پر روا
چل ابھی منبر پہ چڑھ کر وعظ بول | جو گرہ دشمن ہمارے ہی سو کھول
کر بیان شاہ کی خدمت کا طریق | دے جواب اسکا جو کچھ پوچھیں رفیق
کھول اول ہر اک دل سے تو گرہ | تا کریں ہم طی جمعیت سے یہہ رہ
بسکہ ہی در پیش یہہ راہ دراز | خوب ہے اول سے ہونا چارہ ساز

حکایت جواب دادن ہدہد مرغان را

بعد ازان ہدہد نے اک دو نگر چڑھ | خطبہ پڑھنے کو لگا منبر پہ چڑھ
دو طرف باز و کو دو سقری ہوئے | کون وہ سو بلبل و قمری ہوئے
جب صد الحان سے دو نوا ٹھائے | قدسیان آواز سن جا لتیں آئے

صاحب دولت کیا مجھ پر نظر
تب کہا اسکو وہ طفل باجنے ہم
دولت اتی کان سے ہم پایا ہی تو
از قضا بولا کوئی اس طفل تو
بس لیا اسکو برابر کا وہین
مین تو لا جا کو دو کرتا ہین
شاہ کا کوئی نعمی ہوا ہی کین تم ایک
تو برابر سکے تیجا ہ کمک

حکایت جوگی ذکر صوفی
اور اوراد در خواب دیدہ بود

ایک جوگی کو سنا تھا کہ کین
خواب مین دیکھا کہ کوی مرد مین
جو ہی وہ مردوس مین جنتدان مین شاد
پس کیا وہ مرد کے بد بہا د
ہونی تو جوگی تھا برابر کا دوزخ ت
مسلمین سب تجھ کو ملا بہشت

اکدن سلطان محمود از قضا
وہ اکیلا اسپ جاتا تھا جب تلک
وہ کنارے پر ندیکے ڈال کل
شاہ گھوڑے سے اترا سکے کنے
پس لگا کہنے کو چھوڑا اے امیر
ما ہماری ار ملا ہی ایک رانڈ
صبح سے تا شام کرتا ہون شکار
پس کہا شہ نے کہ اے طفل رکیک
مان لی تب شاہ کی چھوڑے نے بات
بہت آئی شہ کی برکت سے مجھے
دیکھ کر لڑکے نے اس مچھلیونکو تب
پس کہا شہ نے کہ یہ مجھ کو شکار
بولکر اتنا چلا شہ وہان سے جب
بعد از ان بولا اسے شاہ جہان
ہی مچھی یہ آج کا تیرا شکار
دوسرے دن شاہ اپنے گھر کو جا
لیکے بیٹھا اسکو اپنے تخت پر

اپنے لشکر سے پڑا تھا کین جدا
ایک چھوڑا اسکے آیا ہی تلک
فکر سے بیٹھا ہی کملا جون کنول
چلکے پوچھا کیون ہے تو اس غم سنے
سات بھائی ہین ہمن سیاتون فقیر
مین یہان بیٹھا ہون دل آزردہ ما
کوئی مجھے پکڑے تو نین ہے کوئی ادہار
آج کے دن مجھ کو کرتا ہی شریک
پس شا دریا مین کل شہ اپنے ہاتھ
ہاتھ آئی اسکے اک سے اک اچھی
بولا دل مین ہے میرا بخت عجب
کیون نہ ہووے شہ تیرا ہی حصہ دار
حصہ لے اپنا کیا وہ طفل تب
آج کا لے تو حصہ اور مین صباح
تو صباح ہوگا آپ ہی میرا شکار
بھیج کر اسکو لیا لڑکا بلا
پس کہا لوگون نے نین یہ خوبتر

[illegible]

جا ابھی تو پیر کا سایہ پکڑ | تا ترے ہاتھہ آوے یہہ دولت مگر
جب کرے تجھہ صاحب دولت قبول | خار تیرے ہاتھہ مین ہوجاوے پھول

حکایت یاری دادن سلطان محمود غزنوے با خارکش

ناگہان محمود نکلا تھا شکار | سو پڑا کین بھول کر لشکر سے بھار
وہان لکڑہارا جو دیکھا اسنے کین | خار لکڑی لادتے تھے خر پہ وہین
گر پڑی تھی لاد اور خر تھا کھڑا | پھر دھنی بن مین مکدر ہو اڑا
شاہ جب چلکر گیا اسکے نزدیک | فکر مین حیران ہوئے اسنے دیکھا ادیک
پس کہا پوچھا اٹھادون مین تجھے | وہ کہا اب کیا نوازیگا مجھے
گر بدکرتا ہی مجھہ کو ایجوان | ہی مجھے بہہ فایدہ نین تجھہ زیان
ہے ترے مکھڑے پہ خوبی کا جمال | کیا عجب ہے گر کرے مجھہ کو نہال
پس اتر گھوڑے سے شاہ کامگار | گل سے ہاتھون سے اٹھا کر سخت خار
لاد دے پوچھا گدھے پر بعد آن | آملا لشکر سے اپنے شادمان
تب کہا ایک فوج کو وہ شہریار | اک لکڑہارا گدھے پر لاد خار
ہے پیچھے آتا گدھے کو ہانکتا | وہ جو رستے کو شہر کے جھانکتا
جاؤ اسکو یہان تلک تم بیدرنگ | ہر طرح سے راہ اسپر کرکے تنگ
گھیر کر تم لاؤ میرے تک اسے | پھر کدھر چھوڑو نکو مارگ اسے

[illegible]

نار ہی بازو مین طاقت زور پر — راہ کو ہی اس وضع کے پر خطر

کوئی اگن کے درمیان لگتی ہی گھاٹ — کوئی چل سکتا ہی ایسی سخت باٹ

سرگنوائے ہین کئی اس راہ مین — جل گئے ہین کئی اگن کی باہ مین

کام اس مارگ مین ہر کس کا نہین — مر پڑونگا ناگہان مین جب کہین

جواب دادن ہدہد

پس کہا ہدہد کہ ای نامرد تو — کس سبب ہے اس وضع دل سرد تو

جب تجھے کچھ قدر دنیا کی نہین — تو موا تو کیا جیا تو کیا کہین

یہہ تو دنیا ہی نجاست سر بسر — خلق پڑتی ہی اسمین در بدر

چونکہ کیڑا کیا سڑے گا گند مین — خوار ہو دیتا ہی جی سرگند مین

گر سہی مرجائین اس مارگ مین ہزار — خوب تر ہی تا کہ اس دنیا مین خوار

کئی وضع کے ہین جہانمین پیشوا — عشق کے رستے ہے کوئی پیشوا

عشق تجھکو گرچہ بدنامی مین لائے — خوب ہے اسنے کہ حجامی مین لائے

رہزنی کوئی کرکے سولی پر چڑھے — کوئی چوری کرکے جاندین پڑے

کوئی دھوبی ہو پھرے اور کوئی چمار — کوئی گھر گھر بھیک مانگے ہو کے خوار

تو اسکے تہار کچھ انصاف کر — عشق بہتر ہے کہ یا کسب دگر

گر کہین گمراہ لوگان تجھ کو سب — کون وہان پہنچا جو تو پہنچیگا اب

بولتے ہین بات یہہ لوگان کمنے — بات کھوٹی ہو و لیکن اس سمنے

حکایت شیخ نوقانی رحمۃ اللہ علیہ گوید

[illegible]

بعد ازان ناچارگی سے شیخ وہین
ہم جو زر جھاڑ نہین پائے کہین

شاد ہو کر جو کئے روٹی خرید
سخت بار اغیب سے آیا پدید

شیخ نے وہان دم لئے لگ مین ذرا
اڑ چلا بازی سے جھاڑو ٹوکرا

گھابڑے ہو کر چلے بازار سنگات
حیف کھا ملنے لگے آپسکے ہات

یا الٰہی کیون کرون کیا کرکے لون
مول جھاڑو ٹوکریکا کان سے دون

وہ جو تیجھے ڈھونڈتے جاتے ہین لگ
پائے جھاڑو ٹوکرا ان مین الگ

پس کہے خوش ہو کے دلمین یا الٰہ
یہہ جہان مجھپر کیا تو کیون سیاہ

زہر کیتا جان مجھہ پر نان بھی
لے اُس کا نان اور یہہ جان بھی

پس دیا ہاتف ندا ای نامراد
سالنے خز ہوئے روٹی بے سواد

مین دیا یہہ دکھہ تجھے سالن کا گرا
یہہ عطا منت سمجھہ اور شکر کر

حکایت یک دیوانہ خلعت خواستن از درگاہ باریتعالی

ایک دیوانہ تھا ننگا آزاد دل
خلق کو کپڑون سے دیکھا شاد دل

پس کہا یارب مجھے بھی کچھہ اڑا
کانپتا ہون ٹھنڈ سے مین تھر تھرا

تب دیا ہاتف نے اسکو یون ندا
دھوپ مین جا بیٹھہ ای مرد خدا

ہنس کے دیوانہ دیا تب یون جواب
کیا نہین کچھہ تجھکنے بن آفتاب

بھی ندا آیا کہ دس دن صبر کر
جو مقر رہے صبوری کو ظفر

کوئی تو مقصد کی منزل پر رکا
کوئی حیرت مین ہو مقصد کھو گیا

حکایت بی بی رابعہ بصری علیہا الرحمہ

کان سمجھتا ہی کسے یہہ واقعہ ‌ ‌ جبتلک عاشق نہین جون رابعہ
اس دریا مین کسی وضع سے لو فضول ‌ ‌ آئے تسدن موج در موج قبول
گرد کھاتے ہین کبھی کعبہ سے یار ‌ ‌ کف کرین دیول مین حق کا راز دار
جب تو اس گرد سے باہر آئیگا ‌ ‌ ہر نفس مین جمعیت دل پائے گا
کٹ رہی جبتلک اس گرداب مین ‌ ‌ خوار سرگردان رہیگا آپ مین
کس وضع نا ہو سکیگا تو سکی ‌ ‌ جب پریشان تجھہ کو کرتی ہی مکھی

در حکایت یک دیوانہ گوشہ نشین گوید

ایک دیوانہ تھا گوشہ مین کہین ‌ ‌ دیکھہ اس بولا عزیز مصر وہین
کچھہ عجب دستی ہی تیری اہلیت ‌ ‌ خوش ہی اس گوشے مین تجھہ کو جمعیت
پس کہا دیوانہ جمعیت کہان ‌ ‌ توڑ کھاتے ہین مجھے مچھر مکھیان
ڈنک مکھیان دیتیان ہین مجھہ خدا ‌ ‌ رات کو مچھرون سے نین آتا ہی خواب
کیا سو وہ نمرود کا آدھا مچھر ‌ ‌ جو گیا یک پل مین سارا مغز چر
مین تو نین نمرود لیکن اے حبیب ‌ ‌ یہہ مچھر مکھیا ہوئے میرے نصیب

حکایت سوال کردن مرغ سیوم

بیتر انیکھی کیا آکر سوال ‌ ‌ مین گنا ہون سے بھرا ہون بالبال
ناامیدی کی نہین درگاہ او ‌ ‌ عاجزی سے ہو گنہگار عذر جو
پاک جا گہہ کیا گنہ آلودہ جاؤن ‌ ‌ حضرت سیمرغ کو کیا منہہ دکھاؤن

ناگہان ہاتف دیا آواز اُس | لطف سے رب نے کیا ہمراز اُس
جب تجھے کہتا ہی معبود جہان | تو کیا توبہ اول جب ایفلان
پھر کے توبہ کر کیا جب تو گناہ | مین کیا تیرے گناہ پر مین نگاہ
مہر سے اپنے کیا توبہ قبول | رکھ لیا تجھ کو غضب سے ای بوالفضول
ہے اپتا تو غم سے پھر جون ازرا | باز آ پھر ای پریشان روزگار
باز آ جب ہے یہہ دروازہ کھلا | تو گناہ کرتا بخشتا مین بھلا

حکایت شنیدن آواز لبیک حضرت جبرئیل ؑ از درگاہ کبریا عز شانہ

تھے سنے جبرئیل سدرہ پر یکشب | غیب کے پردے سنین لبیک رب
پس لگے کہنے کو دل سے کر خطاب | کس ولی کو حق یہہ دیتا ہی جواب
ظاہر اکرتا ہی بندہ کوئی یاد | مین سمجھتا کون ہی وہ نیکذات
ڈھونڈھ مین جو خاص ہی بندہ سچا | نفس مردہ دل سے زندہ ہی سچا
یوں ہین جبرئیل امین اسکا نشان | ڈھونڈھ دیکھے جا کے ساتون آسمان
اور بھی طبقات زمین کے ڈھونڈھکر | سات دریائی لئے جا کر خبر
ڈھونڈھے سارے یکطرف سے بحر و بر | کہین نپایا کس مکان اسکا اثر
بھی اپکے پھر آئے جب شتاب | وہ کہا لبیک کا بھی جواب
دوسرے بار بھی وے ڈھونڈھکر | ایکدم مین سب جہانکا سیر کر

پس اسے بولا دوکاندار ای عزیز
کو نہی دیتا ہی مفت مفتی کو چیز

پس دیا ہاتف نے صوفی کو ندا
آ ادھر مجھہ پاس ای مفتی گدا

مین مفت دیتا ہون تجھہ مفتی کو شہد
تو کیا جسپہ تیرا ہوئے جد

رحمت حق تو سمجھہ جون آفتاب
جسکی پڑتی ہی ہر اک ذرہ پہ تاب

رحمت اسکی دیکھہ جی کافر بدل
اس پیغمبر کو کہا کیا عز و جل

حکایت عتاب کردن حق تعالی بر موسی ع

حق تعالی نے کہا موسی سنگات
بولتا ہون مین تجھے سن ایکبات

تجھہ کو ستر بار قارون بار بار
عجز و زاری سے پکارا ہانک مار

کیون ہوا نہین اسکو تو فریادرس
رحم اسپر تون کیا نہین کیون سو پس

گر مجھے یکبار کرتا وہ خطاب
مین بچا لیتا نہ کرتا کچھہ عذاب

کاٹ دیتا اسکے دل سے شرک سب
دین کا دیتا اسے ذوق و طرب

تو کیا اسکو عذابون سے ہلاک
خاکسار نہین کیا اس غرق خاک

گر کیا ہوتا تو پیدا اسکے تئین
دیکھہ تھا تجھہ کو عذاب اسکے مین وہین

دیکھہ انکھیان کھول کر تو ای عزیز
لطف کا حق کے تجھے گر ہی تمیز

اس وضع کی جسکو بخشایش رہے
کیا اسے کس شے سے آلایش رہے

حکایت فوت شدن مفلس و نماز نگذاردن زاہد بر وے و رحمت

[illegible]

کل اتھا تو جز ترا پیدا ہوا
جز اتھا تو کل پہ تو شیدا ہوا

مین ہی جیون تن سے جدا اور تن سے جیو
دیکھ خوبی پیو سے ہے جیو سے پیو

جب احد کو نین ہے اس رہ مین عدد
جز و کل کہتا نہین ہے تا ابد

ابر رحمت نین برستا جبتلک
شوق دل کا نین ابتدا تب تلک

باغ مین ہوتا ہی جب گل کا بہار
سو تیرے ہے واسطے ابد و ستار

وہ فرشتونکی عبادت سر بسر
ہے سبھی تجھہ واسطے روشن گہر

حکایت حضرت عباس رضی اللہ عنہ

نقل ہی عباس سے جب حشر کو
ہوینگے کالے گنہگار ونکے مون

ہو رہیگی سب خلق حیران و دنگ
دل پریشان اور زیادہ حال تنگ

حق تعالی تب طلب کر کر ملک
جو ہووین گے اس زمین سے تا فلک

کئی ہزاران سال طاعت انکی سب
لیکے بخشیگا گنہگارونکو تب

پس کہینگے مرے فرشتے یا الٰہ
مارتی ہی کیون ہماری خلق راہ

حق تعالی انسے بولے گا برا
کیا نفع طاعت سے تمکو کیا زیان

حاکیون کا اس منے ہوتا ہی کام
ہی بجا بھوکو نکو دینا یہہ طعام

حکایت در سوال طیر چہارم گوید

پس نکھی نے چوتھے آکے بول بات
جو ہی میری اصل مین نا مراد

کچھہ عجب دکھتا ہی میرا مجھہ کو حال
ہر گھڑی ہر لحظہ ہر دم ہے خیال

[illegible]

بعد ازان لوگون نے بولا ہی عجب | شیخ کا اسجا سے آنا کیا سبب
شیخ یون بولا کہ یہہ نرد انسان | ہی عجب فرقہ نہ مرد ہین نا زنان
مین بھی رہ مین دین کی انکے ہمن | نا مثال مرد نا مانند زن
جب جوانمردی سے میرا دل ہے سرد | لاج آتی ہی کھلانا مجھہ کو مرد
جس کو یون ہے راہ مین مولی کی غم | جانتے ہین وے اپس کو کم سے کم
گر تجھے بھی کچھہ ہی اس غم کا اثر | خود نمائی اور خودی سے درگذر
بال بھر مین ہون جو گر سمجھیگا یون | خود نمائی گئی نہین تیری ہجون
خود نمائی کیا یہہ تیری دل خوشی | خواری و غربت سے دلگیری خوشی
اس خودی کو تو ایس کا بت نکر | ہو نتو بت گر اگر ہی کچھہ خبر
بندۂ حق ہی تو مت کر تنگری | مرد دین ہو ہو نہ مرد آذری
جانتے ہین بات یہہ سب خاص و عام | بندگی سے کوئی نہین برتر مقام
بندگی کر بندگی مین رہ سدا | غیر سے عزت نتو مانگ اے گدا
ہین ہزاران بت جو تیرے دل مین | مت کہلا صوفی اپکو خلق مین
ای مخنث ہین ہے تو مرد و نہین جب | جامۂ مردانہ تجھہ کو کیا سبب

حکایت خصومت نمودن دو کس و آمدن پیش قاضی

دو جھگڑتے آئے قاضی کن فقیر | قاضی انکو لیکے جا گوشہ کے ڈھیر
بندے سے کہنے لگا آہستہ یون | ہین تمھین درویش لڑتے ہو کیون

حکایت عاشق شدن گدا بر بادشاه

گر اُسے کچھ عشق کا ہوتا اثر / وہین کھڑا رہتا کرڈالو کاٹ سر

جسکو معشوق سیتی پیارا ہوا / عاشقی کے بیت سے نیارا ہوا

سر کٹانا گر وہ کرتا اختیار / مین بھی کرتا اسپہ اپنی جان نثار

جب نہین عاشق وہ دعوی دار تھا / سر کٹانا اسکا بہتر کار تھا

یہہ کیا مین کام یون نیک خوئے / تا جھوٹا دعوی کرے نین اور کوے

حکایت سوال کردن مرغ پنجم

پانچوان نکھی ہوا یون عذر خواہ / یہہ میرا ہی نفس دشمن آہ آہ

کسطرح سے مین چلون تیرے سنگات / راہ کے رہزن کو لیکر اپنے سات

نین کرے یہہ نفس کب فرمانبری / اس کو نیستے نین ہی مجھ کو جانبری

لانڈگا ہوگا جنگل کا آشنا / یہہ کونا گھر کا ہی نت نا آشنا

مجھ کو تو ایسا عجب آتا ہی یو / آشنا کو کاٹ کیون کھاتا ہی یو

جواب دادن ہدہد اورا

پس کہا ہدہد کہ یہہ نفس کمین / ہی کتا بدخوی اور نجس لعین

گر کھانے تجھ کو کوئی بابہی / تب کتا پاتا ہی تیرا فربہی

دیکھ تیری عمر کا سارا حساب / تین پن تینون سو تیرے مین خراب

چھوٹ پن مین ہے تجھے نادانگی / اور جوانی مین تجھے دیوانہ گی

بوڑھ پن مین ناتوانی کاہلی / ہی تجھے ہر سہ مینے بیجا صلی

حکایت حضرت عباس رضی اللہ تعالی عنہ

دور نا امید انہین وہ ہی جتنا | لگ کے اسکے ساتھ رہتا ہی کتا
سوار کو ملتا ہی جتنا کچھ شکار | یہہ بھی ہو جاتا ہی اسمین حصہ دار
اس کتے کو جو کیا میرے بند | جگ کے شیرونپر ہی ڈالا وہ کمند
اس کتے کو جسنے عاجز کر رکھا | نعمت حق کا انھین لذت چکھا
اس کتے کو باندھ لایا جو کوئی | پھر کو ہاندسے بے پرواہ ہوئی

حکایت یکی بادشاہ کہ نزدیک درویش رفتہ بود و درویش ازو خیال نکرد

کس گدا پر بادشاہ کیتا گذر | اس گدا نے نین کیا شہ پر نظر
پس کہا شہ اسکو ای مفلس گدا | دیکھ آخر تو بڑا یا مین بڑا
یون کہا پھر بعد ازان مرد فقیر | بات تو مت پوچھ مجھسے ای امیر
گرچہ اپنے کو سراہنا خوب نین | یہہ تو تیری بات پر کہتا ہون مین
جب نہین تو راہ دین کا رازدار | خوب تر تیرے سے مین ہون لاکھ بار
حکم مین جب نفس کے تو ہی جنم | سو وہ خر میری سواری کا جنم
سو وہ چڑھکر تیرے کاندھے پر دم | نت پھراتا ہی تجھے دیکر لگام
جب گدھا میرا ہے تیرے پر سوار | مین بڑا یا کہہ مجھے تو ایکبار
ہی کتے سے نفس کے تو آشنا | نین تو راہ دین سے اب تک آشنا
نفس کے من کی منگی ہی تو خوشی | طبع خاکی کو کیا ہی آتشی
نین رہا اس آتش شہوت سے آب | اڑ گیا ہی نور دل اور تن تاب

پس کہا ہدہد کہ تیرا نفس سگ ہی جہان ابلیس کا وہان ہین سلک
نا تو یہان ابلیس نا ابلیس ہے آرزو ہر ایک تیرا ابلیس ہے
ہوئے اک اک آرزو تیری تمام تجھ کو ہین سو ابلیس مجھ و السلام
ان دنون کی کچھ عجب تاثیر ہی سر بسر ابلیس کی جاگیر ہی
تو ہوا جاگیر مین بٹ اسکے ہاتھ نا کریگا وہ کبھی کچھ تجھ سے بات

شکوہ کردن ابلیس یکی مرید پیش پیر خود

کوئی کیا ابلیس کا جا کر گلہ پیر سے اپنے جو تھے صاحب جلا
جو پڑا ہی وہ لعین میرے دنبال چھوڑتا نہین کس طرح میرا خیال
رات دن کرتا ہی مجھ سے مکر و فن دین کا میرے ہوا ہے راہ زن
پیر نے اسکو کہا ابلیس بھی دکھ تیرے رو رو گیا ہے یہان ابھی
جو میری جاگیر ہے دنیا تمام سو وہان کرتا ہی اگر دھوم دھام
تم کہو اسکو کہ ای مرد خدا چھوڑ دے جاگیر میری ہو جدا
مین بھی تیرا چھوڑ دونگا خیال بے فکر تو ہوویگا رستہ سنبھال
نین مجھے کچھ دین کے لوگون سے کام اصل مطلب یہہ میرا ہے والسلام

حکایت حضرت عیسی علیہ السلام

لیکن گئے تھے خواب عیسی نے تکمہ سو رہے تھے سر کے نیچے اینٹ کر
کھل گئی جب آنکھ اسکی نیند سون سامنے دیکھا کھڑا ابلیس کون

قبر مین مرد بلورت کھتے نہیں پھرا تین — مغز معنے کو نہ ہرگز پھر کے پاتین
کیا ہوا جی لکھ پھرایا اب کنے — نہیں پھرایا مین جو جیتے جی انے
خشک ڈالی کو جو کوئی پیرا تو کیا — مرگئے پر کوئی نہیں پھیرا تو کیا
زندگی مین جسکو ہی دیتا کہ جب — حارفان کن دیے نا پاک جب

در سوال پنکھی ہفتم کردن

ساتوان آیا پنکھی کوئی بعد ازان — معذرت سے اسطرح کھولی زبان
جو میرا جی تو بہت زر دوست ہے — عشق زر سو مغز باقی پوست ہے
جب تلک جون گل نہیں زر مجھ کنے — گاہ ہون گل کے مثل گلشن منے
عشق مال و عشق گنج و عشق زر — مجھ کو معنے سے کیا ہی بیخبر

جواب دادن ہدہد آن مرغ را

پس کہا ہدہد کہ ای دنیا پرست — کیون ہوا ہے اسطرح غفلت سے مست
زر سو کیا ہی ایک رنگی زر و سنگ — تو سو خوش ہو جیون نمن دیکھ دنگ
دیکھ زر کو تو بسرتا ہی خدا — وہ سو میری راہ تب سے ہی جدا
نا تیرے زر سے ہی کچھ نفا — تا تجھے اس زر کچھ ہیگا وفا
جب تو کچھ درویش تو دینے منگے — آزمایش اسکی یون لینے منگے
زر کی پستی سے ہوا تجھ کو فراغ — او تو تیری پشت کو دیتا ہی داغ
زر کی لالچ مین گنوائی عمر سب — رات دن جی کو تیرے زر کی طلب

تو زر کی فکر مین سب لا مدام کسی ہنر کی فکر مین کرتا ہی کام
دین کے مارگ منے تو پیر رہے جو گدھا دلدل منے پھنسکر رہے
زر سمو کیا ہی بات مین تیرے گوا تو سو پابند اس منے پڑکر موا
اسکو پیسے کر حذر ای پیر کہن اس سے ننگ حظ حق سے یوسف کے نمن

حکایت حسن بصری از حضرت بی بی رابعہ سوال کردہ بود

شیخ بصری رابعہ کے آئی پاس جا کے پوچھے بات یہہ حق شناس
ای سخن جو ہو تیگی کہتین ہم سنے تا تھین بولو نہ بولا اور کنے
خود بخود دل سے وہ بجا ہوویگا سو مجھے بولو جو برجا ہوویگا
پس کہی بی بی کہ ای شیخ کبار سوت مین کاتی اتھی کئی ایکبار
آئے دو دینار اسکے مجھ کو وہین مین لئی دونو کتین مین ہاتھ مین
خوف سے آفت کے ڈر کے دلمین لیک ہاتھ مین ہر ایک لئے دینار نیک
تا مبادا اہل کے دونو ایکبار راہزن ہو جاین میرے ایکبار
تو سو جو جوڑتا ہی زر مدام نا حلال آتا ہی دلمین ناحرام
مر گئے پروارثان لے کھاین مال ساتھ تیرے آئے نا غیر از وبال
ای خوشی دل ہا تو زر کے عشق سون زر بدل تو بیچتا سیمرغ کیون
راہ مین تجھ کو وہان اک بال بھر ساتھ کیون لیجائیگا یہہ گنج زر

خاص جھاڑی اور تجھے ہین رنگا — دلکشا و جان فزا چون روئے یار
سووے جکو دیکھتے دلکو فرح — کس وضع اس گھر کو مین دون کسطرح
بیٹھا ہون بادشاہ مین ہو وہان — بادشاہی چھوڑ کر جاؤن کہان
کان پھرون گھر چھوڑ کر مین دربدر — راہ کا دکھ سونستا کان جاؤن یار
باندھتا ہی گھر میرا جنت سے ہوڑ — کوئی عاقل جائے کیا جنت کو چھوڑ

جواب دادن ہدہد اورا

پس کہا ہدہد نے ای کم ہمت — کیون رکھا ہی پیار جکو ٹکٹ
کیا ہی جنت بہار کی تمنے خراب — تو سوا سکین جل کے ہوتا ہی کباب
گھر تیرا جنت ہو یا ہو خلد ہو — ہی اجل کا تجھ بندیخانہ سنو
موت سے تجھکو اگر ہوتا امان — خوب تھا یہہ گھر تجھے اور یہہ مکان

حکایت تعمیر نمودن بادشاہ ایوان بلند وجواب دادن یک زاہد اورا

گھر بنایا بادشاہ کوئی زرنگار — مال و زر کر خرچ پیسا بے شمار
جب ہوا حاصل عمارت سے فراغ — کر دکھایا فرش سے اس رشک باغ
لوگ ملک و ملک کے آنے لگے — دیکھ اسکو راحتان پانے لگے
بعد ازان اک روز شاہ کامگار — جشن فرمایا مجالس کو سنوار
سب مشیران اور وزیران کو بلا — پس حکیمان اور وزیرانکو ملا

دوڑتا پھرنے لگا جب گھر بگھر	خلق عالم کو بلانے ہر کدھر
کوئی دیوانہ دیکھ کر بولا اسے	بات کہتا ہوں تجھے اگر نا ہو غصے
دل منے پھر سے بھی تو انجام دیکھ	جو ترے گھر جا کے اکدم آؤں لیک
ہیں ہی مجھ کو فرصت اس شغل تے	میں نہ آتا ہوں تو سن اس عذر سے

حکایت عنکبوت یعنے مکڑی

دیکھ لے مکڑی کو اے صاحب جمال	کس طرح کرتی ہے دلمیں کئی خیال
ساندھ میں لوگوں کے جالا باندھ کر	دام کرتی ہے مکھیوں کا سربسر
کوئی مکھی سپڑی تو اسکا پکڑے ہو	کر کے رکھتی ہے ذخیرہ ہو بہو
وہ مکھی جالے منے جب کھا جائے	بعد ازاں آہستگی سے اسکو کھائے
ناگہاں گھر کا دھنی اس ٹھار آئے	توڑ کر سٹتا ہے سب یکبار کا
ہے یہہ دنیا حق ترے سن ہو بہو	یہہ ترا گھر اور ذخیرہ ہو بہو
ایکدم میں ہو کے جاوے سب فنا	کان رہیگا جان و دل اور یہہ بنا
جائیگا جس روز مالک [illegible]	ایک پل میں سب فنا ہو جائیگا
یہہ تری دنیا و دولت اور سخت	تو نہو تو بول مجھ کو کان رہے
قید اس کا جان یہہ گھر اور سرا	قید میں پڑ کر اسکو مت سڑا
کیا یہہ دنیا ہے جہان پر غرور	چھوڑ جاویگا اسے اکدن ضرور
کھول انکھیاں دیکھ اس راہ کو	چل شتابی ڈھونڈھنے درگاہ کو

حکایت گریستن درویش و پند دادن شبلی اورا

درد کو میرے تو درمان ہے نہین | عشق مین ہے کفر اور ایمان نہین
کفر اور ایمان میرا عشق ہے | درد کا درمان میرا عشق ہے
عشق کے غم مین نہین کوئی ہم نفس | ہم نفس میرا تو مجھ کو عشق بس
عشق نے اسکے جلایا ہے مجھے | خاک و خون مین وہ ملایا ہے مجھے
ہو رہا ہون صبر اور طاقت سے طاق | سدھ ھ کلجا دل مین بیٹھا ہے فراق
جگ سے زار و زار سینہ آہ آہ | دل ہوا ہے غرق خون تن خاک راہ

جواب دادن ہدہد آنمرغ را

پس کہا ہدہد کہ ای صورت پرست | منزل معنے سے ہے مطلق دور دست
عشق صورت مین ہی عشق معرفت | عشق شہوت باز ہی حیوان صفت
حس کہتین حسن روپ سے نقصان ہے | جیو لگانا اسپہ اسکا زیان ہے
جبتلک مین اصل حسن بیزوال | کفر ہی اس حسن سے بندھنا خیال
پھول مت اسقدر خوبی حسن پر | جانتا ہی جسکو تو مثل چندر
وہ تو ہی سب خلط اور خون کا بناؤ | دمبدم ہی آرزو اور جسکی چاؤ
جسگھڑی وہ خلط خون کم اسے ہوئے | زشت ہو اسکے ساز کا پاوے نکوئے
پس نہین ہے کہ حسن صورت کا خیال | اصل معنے ڈھونڈھ اے صاحب کمال
حسن معنی جب تیرے ہاتھ آئے گا | خالق و رازق کو اپنے پائیگا
صورتان یہ ہین سو فانی ہوئین سب | کسکی عزت نا رہیکی غیر رب

[illegible]

باحیا تھا نیک بخت و باشرم ۔ پاک صورت متقی تھا دل نرم
مہربان اسپر تھا استاد بھی ۔ نین کیا اکدن غصہ اسپر کبھی
جہان تلک شاگرد تھے اسکے تمام ۔ سب سے زیادہ پیار تھا اسپر مدام
از قضا استاد کے گھر مین مگر ۔ خوبصورت تھی کنیزک جون چندر
دلربا دلدار دلبر جونکہ حور ۔ جسکو پا کان دیکھ کر ہون ناصبور
نازنین نازک بدن تھی سرسری ۔ رشک کھاوے دیکھ اسکے تئین پری
فتنہ غمزہ نازنین ناز و ادا ۔ عاشقون کا جان و دل جسپر فدا
حسن دریا مکھ کنول تن جون بھنور ۔ زلف اس دریا سے نکلا سو عنبر
شکرین لب شہد سے امرت بچن ۔ نین جون بادام نہہ پستے منن
دیکھ اسکو ہین بھر شاگرد دو ۔ مبتلا ہوکر گیا اک پل مین وہ
دل اپس کا مدرسے سے توڑ کر ۔ علم و دانش کو دیا سب چھوڑ کر
عشق کا ابجد لگا کرنے کو یاد ۔ حسن کے دلبر کو سمجھا اوستاد
درس علم و فضل کا دے بسار ۔ دل لیا لینے کو درس رو دیا
ہوگیا اکبارگی جان لالہ زار ۔ زعفرانی چہرہ اسکا گلعذار
عاقبت ہوکر پڑا بیمار عشق ۔ غم غصہ کرنے لگا بیمار عشق
ناگہان واقف ہوا استاد کین ۔ پس بلا باندی کو اپنے پاس وہین
فصد چھوڑا اسکے دونون ہاتھ سون ۔ کارڈالا وہان باندی کر دیے خون

[illegible]

[illegible]

تو نہ تھا عاشق مگر اس یار کا ۔ بلکہ عاشق تھا اسی مردار کا
بات یہہ سنکر جوان توبہ کیا ۔ بار دیگر مدرسہ کی رہ لیا
جسکو یہی صورت پرستی کا خیال ۔ کب صفت سے ہوئیگا اسکے وصال
اصل صورت نفس شیطانی سمجھ ۔ اصل معنی وصف روحانی سمجھ
ترک صورت کر پکڑ عشقی صفت ۔ دیکھ زان پس آفتاب معرفت
نقش صورت خلط خون سے بیش نہین ۔ مرد صورت مرد دور اندیش نہین
خلط اور خون سے ہوا صورتکو زیب ۔ تو نہ تھا اس خلط اور خون پر فریب

حکایت سوداگر کہ کنیزک خود را فروختہ بود

ایک تھا تجار کئین با ملک و مال ۔ ایک لونڈی تھی اسے صاحب جمال
ناگہان بیچا اسے وہ سکے ہاتھ ۔ پھر کے پچتانے لگا وہ نیکذات
پاس جاکر اس شخص کے یون کہا ۔ پھر کنیزک مجھکو دے لے تو نفا
نین دیا پھر وہ کنیزک اسکو جب ۔ ہو رہا ایسا پریشان حال تب
ہر گھڑی رستے پہ جاکر غمزدا ۔ خاک سر پر ڈالتا تھا وہ سدا
یون وہ کہتا تھا اسکو زار زار ۔ یہہ سزا تیری ہے اے جیو بکار
جب حماقت سے اسی دلدار کو ۔ بیچ ڈالا حب کئی دینار کو
اس بھرے بازار مین اے ناسمجھ ۔ گر نہین اپنا زیان آپین سمجھ
عمر تیری ہے سوا کدم دم گہر ۔ زر نہ لے تو اس گہر کو بیچ کر

زیب و زینت جب اسی کے پائیگا | یاد کر مجھکو بہت پچتائیگا
وہ کتا کیا ہی سمجھہ اپنا نفس | کر رہا ہی ہڈ پہ دنیا کے ہوس
فضل و رحمت حق تعالی کا بسار | ہی پریشان اس جنگل مین خوار و زار
ہی تجھے اول حق کی آشنائی | کیون لیا ہے یون سو غفلت سے جدائی
رکھہ قدم عشق حقیقی مین مدام | نوش کر مردون مثل سختی کے جام
دم پکڑ رہ گرچہ سولی پر چڑھا مین | ڈر نہ تو گر جیو کا ٹک ہو کے جا مین
جان اس سولی کو یک خس کے مثال | اژدہا کو ایک چیونٹی کر خیال
عاشقان تو رہ مین اس سجن کے | نت رہین پیاسے اسکے خون کے

حکایت بردار کشیدن منصور حلاج را

جب چڑہائے دار پر منصور کون | جز انا الحق نین کہے کچھ جیبہ سون
عالمان یہہ سنکے انکی سخت بات | کاٹ ڈالے دھڑ سے انکے پاؤن ہات
لہو نکل جا کر پڑا جب زمون | ہاتھہ ٹھونٹھون سے لگاتے منہہ پہ خون
تا کہے نا کوئی مرد عیب جو | خوف سے پیلا ہوا ہے رنگ رو
کیا مجھے ڈر ہی کہو کس بات کا | جو میرا سودا ہے سر کے سات کا
یہہ جہان تو سوئی کے ناکے سے تنگ | جیو چھپانا شیر مردون کا ہی ننگ
راہ مین حق کے ہزاران گھاٹ ہی | دار پر چڑھنا سو ادنی بات ہے

حکایت کشتہ شدن پسر جنید بغدادی رحمۃ اللہ علیہ

نہیں تجھے یہاں بھی بچائینگے بدل / لائیے ہیں آخر لیجائینگے بدل
یہہ فلک تو طشت ہی اوندھا مگر / پس رکھے ہیں لس شفق لوہو سے بھر
آفتاب تیغ زن سر کاٹ کاٹ / طشت نت بھرتا ہی لوہو جاٹ جاٹ
تو اگر آلودہ ہی یا پاک ہے / ایک قطرہ آب سے وہ خاک ہے
اصل میں اک بوند ہی اک کی اوقات / کیا چلیگا بوند کا ذرہ سے سنگات
سب عمر میں عیش کرتا آئیگا / سوز اور زاری سے اک دن جائیگا

حکایت ققنوس نامی مرغ

طرفہ تر ققنوس کوئی ہی جانور / ہند کے کئین ملک میں وہ ہے مگر
چونچ اسکی لنبی وہ سب سے نیک / ہی مگر اس چونچ میں سو چھید لیک
پس ہے ہر ایک چھید میں آواز او / ہی ہر ایک آواز میں پھر راز او
جب کرے چھیدوں سے وہ آواز ہا / مرغ و ماہی ہوتے ہیں سن بیقرار
ہوتے ہیں سب درندے چپ وہیں / سر بسر جا کر پڑیں خاموش وہیں
سب حکیمان علم موسیقی بسر / اُس سے پیدا کر دکھائے ہیں اثر
ایک ستر سال وہ جیوتا چلی / نالہ اُس سے جو زمانہ بیٹھے سن سبھی
بعد ستر سال کے جب موت آئے / دلمیں اپنے وہ سمجھ در حال جائے
بعد ازاں چن چن کے لکڑیاں بسر / بیٹھتا ہی جا کے وہ لکڑیوں اوپر
پس اپنے چونچ سے ہر چھید سے / نالہ و دلسوز کرتا رنگ سے

جو اسکی عمر مین اس بھانت زور　　مین نظر آیا تجھے پر درد و سوز
پس کہا کوئی مرد صوفی رہگذر　　کیا ہی یہہ غم جو تو دیکھا ای پسر
گر یہہ مردہ جی کے اٹھتا تو تجھے　　اسپہ جو گذرا سو وہ کہتا تجھے
ہی یہہ دنیا جائے غم رنج و ہلاک　　یونہی ہوگا دل تیرا غم سے ہلاک
اس جہان مین گر تجھے ہی تخت و تاج　　جائیگا سب چھوڑ اکدن لاعلاج
کیا ہی تیرا حال کہہ اسوقت سو　　جواب بولا وہ کہ اب پوچھو نکو

حکایت یکی بادشاہ در حالت نزع

پس خلیفہ کی ہوئی جب چل بچل　　پس کسنے پوچھا کہ ای شاہ اجل
کیا ہی تیرا حال کہہ اسوقت سو　　شاہ بولا مجھکو پوچھو تم نکو
عمر گئی بیفائدہ میری تمام　　اب ملونگا خاک مین جاو السلام
ٹل گیا سب بادشاہی کا بہار　　پت جھڑی سے آلگا ہی کاروبار
جنکے سب عالم اتھا فرمان مین　　ہوگئے ہین وے فنا اک آن مین
وے زمین کے پیٹ مین جاکر سوئے　　ہستی و ہستی اپسکی کھوے کے
یونہی ہم نیکو ہین سب آئے ہین　　آس سے جینے کی جب جیو لائے ہین
کیا بلا کی راہ یہہ مشکل ہوا　　گور اول جسکا سن منزل ہوا
ہوتگی تلخی کی گر ہووے خبر　　جان شیرین ہوئے زیر و زبر

حکایت حضرت عیسی علیہ السلام کہ آب نوشیدہ بود از چشمہ

تب کیا شاگرد نے اُسے سوال | کان تجھے رکھنا سو مجھے بول حال
کیا کہیں دیوین تجھے اور کیوں نہلائیں | کان رکھیں کس خاک میں اور کیوں بنائیں
پس کہا بقراط نے اسکو وہیں | جب ہوا تو پائیگا رکھ پر کہیں
میں تو جیو نے جیو نپایا آپ کو | مر گئے پر پاویگا کیا مجھ کو تو
اب جو آیا ہے مجھے وقت گذر | جاؤنگا میں کان سو مجھ کو نیں خبر

حکایت سوال کردن پنچھی یازدھم

گیا ہو وان آیا پنکھی رونا مراد | پس کہا میں نیں ہوا کب بامراد
غم رہا ہوں دیکھتا سارا جنم | دل خوشی پایا نہیں کب ایکدم
بولتے آتا نہیں غم کا بیان | خون دل ہوتا ہے انکھیوں سے روان
کیا کروں جو دل ہے پر خون اس وضع | کیوں رکھوں چلنے پہ میں کس وضع

حکایت جواب دادن ہدہد

پس کہا ہدہد نے اے غمگین دکھی | کون ہے سب عمر دنیا میں سکھی
اس جہان میں نامرادی اور مراد | جائے اک پل میں گذر کر جوں کہ باد
نا اسے ٹھار ہے نا اسکو قرار | عارفوں کوں نیں ہے اسپر اعتبار
پس گذر جاتی خوشی اک پل منے | تو نہ رکھ وسواس اسکا دل منے
جوں گذرتا ہے جہان تو بھی گذر | دل نہ بند اسے نہ تو ارمان کر
مارے جو چیز دنیا میں مدام | آرزو اس چیز کا ہیگا حرام

حکایت یکی بادشاہ کہ نوکر خود را بار دادہ بود

ایک نوکر کو دیا کوئی بادشاہ — لطف سے کچھہ پھل کرم کی کر نگاہ
وہ سو اس لذت سے پھل کھانے لگا — جب شہنشہ دیکھہ پچتانے لگا
پس کہا شہ اسکو ای روشن گہر — دے مجھے بھی ایک ذرہ توڑ کر
یونہی وہ بھی توڑ کر آگے رکھا — سخت تر کڑوا لگا جونہہ چکھا
پس کہا شہ نے کہ ایسی تلخ چیز — کس وضع کھاتا تھا تو ای عزیز
بعد ازان چاکر ادب لا کر بجا — عرض کیتا یون کہ ای فرمانروا
مین جو تیرے فضل سے نت دمبدم — نعمتان کھاتا رہا ہون سب جنم
آج گر ایک چیز کھایا تلخ تو — کیا ہوا میٹھا ہی مجھہ کو تے او
جو تو دیوے مجھہ کو اپنے ہاتھہ سے — سو مجھے میٹھی لگے تو بات سے
ای سنیدے گر تجھہ کو بھی کچھہ ہووے رنج — جان اسکے حق مین تو اسکو گنج
یہان تو ہم لڑنے کو بھی ہیر و گھت — نعل گھوڑے کے لگائے ہین الٹ
جنکو ہی اس راہ کی کچھہ معرفت — جانتے ہین رنج کو راحت مفت
بخت مردان دھوکے اپنے جیو ہاتہ سے — خون دل کھاتے ہین پر دیکھے سنگات

حکایت شیخ ابو سعید کی رحمتہ اللہ علیہ

شیخ مہنہ کو کہی کوئی پیر زن — کچھہ سکھا مجھہ کو خوشحالی کے بچن
جو کرون مین ورد اسکا روز و شب — تا مگر یہہ زنگ دل کا جائے سب

حکم جز حق کے جو کوئی طاعت کرے ۔ وہ کتے کی خصلت خاصیت دہرے
گر کیا محنت کیا تو کیا ہوا ۔ کچھ اُسے حاصل نہین غیر از جفا
حکم حق سے جو کوئی طاعت کیا ۔ اجر اسکا اک جہان بھر کر لیا
حق نے جو فرمایا وہ لانا بجا ۔ کچھ نہین اپنا تصرف یہان روا

حکایت بادشاہ کہ شہر را آراستن حکم فرمودہ و خود در میانش آمدن

کوئی چلا تھا بادشاہ اپنے نگر ۔ حکم فرمایا رکھین رستے سنور
پس ہزاران لوگ ہر اک جا بجا ۔ حکم تھا جو شاہ کا لائے بجا
چوک اور بازار اور رستے سنوار ۔ زیب و زینت سے کیا رشک بہار
اطلس و زربفت دیباسے نگار ۔ سب دوکانونکو کیا وہان زرنگار
زر و گوہر لا رکھے تھے جا بجا ۔ مشک و عنبر سے کیا تھا خوش ہوا
سیر کرتا شاہ جب آیا وہان ۔ یہہ تماشا کچھ عجب پایا وہان
شہر اپنا دیکھ کر آراستہ ۔ چوک اور بازار ہر اک پیراستہ
قیدیان جو تھے بندیخانہ مینے ۔ سو تھا کچھ نقد جان بن اُن کنے
کوئی کٹا یا سر کو اور کوئی تو ہاتھ ۔ پس رکھے دوکانپہ عضوے ساتھ ساتھ
سیر کرتا شاہ جب آیا وہان ۔ جسجگہہ تھے بندیان و خونچگان
وہان اتر گھوڑے سے سبکو بلائے ۔ لطف سے منہہ ہاتھ ہر اک کے دہلائے

بندگی سے حکم پر چلنا بھلا	حکم سے اک ہوئے نا ٹلنا بھلا

حکایت شیخ قطب عالم بایزید بسطامی رحمۃ اللہ علیہ

قطب عالم بابرکت نامدار	خواب دیکھا اس وسنع سے ایکبار
جو امین اور ترمذی اور بایزید	راہ سے جاتے ہین باگفت و شنید
پس گئے دونون نے مجھہ کو پیشوا	مین بھی اُنکے حکم سے آگے ہوا
بہ [illegible] ان ہشیار ہو کہتے بجا	جو دئے کیون وہ بزرگان مجھہ وفا
نا دسی تعبیر اسکی مجھہ مگر	آہ بیخود ہو گیا تھا اک سحر
سو بدرقہ ہو کے رہ گیا آہ او	لیکے پہنچایا مجھے درگاہ او
جب ہوا درگاہ سے مین فتح یاب	غیب سے آیا مجھے تب یو خطاب
جو جتے ہین درجہان پیر و مرید	سب منگے ہین مجھسے لیکن بایزید
ہین منگا وہ مجھہ سے کچھہ میرے بغیر	مطلب اسکا مین ہی تھا باقی سو خیر
جب سنا اس نے انکو مین یہہ خطاب	پس کہا نا یہہ نہ وہ مجھہ کو صواب
کیا رہا جو مین ابھی تجھسے منگون	رنگ سے خواہش کے اپنا دل نکون
کیا منگون تجھسے جو مجھہ کو در دین	گر منگون تجھسے تجھے تو دور نین
حکم تیرا بس ہی مجھہ کو مانگنا	خوب ہے فرمان مین رہتے بہنا
جب کیا یہہ حرف میرے دلمین جا	تب کئے مجھہ کو بزرگان پیشوا
ہوئے جب گر یہہ نبد افرمائین	مہر اسکی ہو میان کی جان ہین

جواب دادن ہدہد اورا

پس کہا ہدہد کہ یہہ تو خوش دے | خوئے یہہ ہوتی ہی اکثر کم کسے
یہہ جوانمردی کی خصلت ہے تمام | سر بسر ہی پاکبازونکا یہہ کام
راہ مین مولا کے جو کچھ پاس ہو دے | بعد ازان اس کا نفع تو دیکھ لے
اس جہان مین دل اپنا سب سے توڑ | جو تہا تو اسکو پھر کر تو نہ جوڑ
دے جلا اک آہ سے سب ایکبار | خاک مین جا بیٹھہ ہو کر خاکسار
جب کریگا تو اپس کو اس وضا | ہووے کی حاصل تجھے حق کی رضا
جب تلک گذرا نہین سب چیز سے | شہ کنے کیون جائیگا دہلیز سے
ہاتھہ اول سب سے تو کوتاہ کر | بعد ازان آگے تو قصد راہ کر
جبتلک تو نہین ہوا یون پاکباز | کر سکیگا راہ تو طی کیونکہ باز

جواب دادن پیر ترکستان گوید

کہا کہ ہین پیر ترکستان سخن | ہے مجھے بھی دوستی یہہ لیکن
ایک گھوڑا اور دویم فرزند ہے | دل ہمارا دونون سے یکجا بند ہے
لائے جو فرزند میرے کی خبر | بخشدون گھوڑا یہہ اسکو شکر کر
بسکہ جب مین دیکھتا ہون یہہ دو چیز | تب ہوس آنکھونمین آتی ہی عزیز
شمع صاحب لگ نہین کچھہ سوز سا | تو انکو کہلا اپس کو پاکباز
پاکبازی کا جو کوئی دعوی کرے | سب اپنی آبرو برہم کرے

کہین بیابان مین چلا تھا لیکے راہ | جب توکل پر خدا کے کر نگاہ
وہان نظر آئے مجھے چالیس تن | خرقہ پوشان اور بیجان بے کفن
عقل میری ہوش سے جاتی رہی | یہہ کہ شعلہ دل مینے کھاتی رہی
پس کہا مین جیو مین ای پروردگار | دوستونکو کیون کیا تو خوار و زار
تب دیا ہاتف نے مجھکو یون ندا | کام میرے یونہی ہین ای مرد گدا
دوستونکو یونہی کر لیتا ہون تو | پھر کے انکا خون بہا لیتا ہون
جبتلک ہے خون بہا میرے کنے | مارتا ہون دوستونکو تل مینے
کیا ہی انکا خونبہا میرا لقا | جس لقا سے پائینگے دایم بقا
روز محشر کو کرونگا سرفراز | دیونگا مین دیدار انکو دل نواز
آئینگے جس روز میرے روبرو | خوف سے اپنے رہینگے سرخرو
دیکھ میرا آفتاب ذوالجلال | محو ہو کر جائینگے سایہ مثال
ہوئیگا جو محو مجھکو دیکھ کر | نا رہے گی کچھ لئے تنکی خبر
کچھ عجب ہے ای فلان یہہ محویت | مین کہی جاتی ہی جسکی کیفیت
خرچ کر یہان سر کو اور اسرار دیکھ | خود سے گم ہو اور خدا سا یار دیکھ

حکایت فرعون ملعون گوید

بات جانبازیکی ہی سن یہہ بیان | جب گئے فرعون کے وہ ساحران
خوف کچھ فرعون کا دل مین نہ لا | یونہی بولے حق ہی موسیٰ کا خدا

حکایت شیخ غوری با بادشاہ

لینکلے آئی ایک تانہ سوت کا — وہ سو مایہ تہی اسکے قوت کا

پس کہی دلال کو یہہ سوت لے — بیچتا ہی تو مجہے یوسف کو دے

بعد ازان ہنس کہا دلال وو — تو سو کیا اور کیا تیرا تانا ہی یو

کان یہہ زر کا گنج کان تیرا یہہ سوت — تو دیوانی ہوئی کیا لاگا ہی بہوت

پس لگی کہنے بوڑہی دلال سے — جانتی مین بہی ہون اپنی ذات سے

لیکن اتنا بس مجہے دنیا مین ہون — جو خریدارون مین یوسف کے کہاؤن نا

پائے ہر کوئی جگ مے ہمت سے نام — راہ مین مولا کے ہمت سے دے کام

دیکہہ ہمت بلخ کے سلطان کی — کس وضع کی سلطنت کس شان کی

چہوڑ کر اک پل مین ہو سب سے جدا — کیون لیا مردون نمن راہ خدا

پاک ہمت ہو جو اسکی راہ پر — اس بخس دنیا پہ نہین کرتا نظر

آنکہیان خورشید سے لایا ہی جو — کب نظر مین لائیگا ذرہ کو وو

حکایت نالیدن درویش و جواب دادن اورا ابراہیم بن ادہم

کوئی درویشی تہا نالان فقیر — دیکہہ کر سلطان ادہم اسکی ہیر

لطف سے کہنے لگا ای بیخبر — مفت درویشی ملی ہی تجہہ مگر

سنکے بولا وہ گدائے مبتلا — مول بکتی ہی فقیری کیا بہلا

بعد ازان سلطان کہے ای بد مزاج — مین تو اپنا ملک و مال و تخت و تاج

سیر اسکا عالم ہستی ہے بہار	عالم ہشیاری و مستی ہے بہار

حکایت مرد دیوانہ کہ شب بیداری میکرد

ایک دیوانہ رات کو روکے زار	بولتا تھا یہ جو کہا ہی روزگار
ایک ہشیاری کہ جسمین ہم تمام	پھر پھراتے ہینگے جون مرغان تمام
ہوئے جب ہر سون سے سر پوش کاڑ	جسکو پر بھی جائے اڑ دو بازو کو جھاڑ
اور نہین جسکے پرون سو پڑ رہے	پس ہشیاری مین جنھا کے اڑ رہے
گر تجھے بھی ہو نہین گے ہمت کے پر	جائیگا اس قید سے پرواز کر
نہ ہی تو اس ہشیاری مین جلک	کر اپنے بال و پر پیدا ملک
نہین تو بال و پر جلا دے تو بھی جل	تا کہ سب سے جا کے پہنچیگا اول

حکایت مرد عاشق با شپرک

کوئی کہا شپرک کو ای بدروزگار	کیون نہین تو نکلتا گھر سے بہار
تا نظر آوے اجالا روز کا	تنہ دکھاوے سورج افروز کا
اس اندھارے مین رہیگا کب تلک	گھر کے کھونے مین چھپیگا کب تلک
دیس تیرا سب سے بدتر ہی سیاہ	رین ہی تیرے پہ ظلم آہ آہ
گر تو دیکھیگا جو کھٹ اسور کا	پائیگا انکھیو مین حصہ نور کا
ادھر تو دیکھ شمس موج زن	کب تلک تو بیٹھتا کر کے وطن
پس کہا شپرک سے اے بیخبر	کیا مجھے کام آئیگا سورج چندر

طبع مین ہیری جم انصاف ہے	ہیوفائی سے بھی سینہ صاف ہے
ہوئیگی جسکی طبیعت اسو ضع	کیا جزا اسکا ہوویگا کسو ضع

جواب دادن ہدہد اورا

پس دیا ہدہد نے اسکا یون جواب	سب سے ہی انصاف کی خصلت صواب
کیا کہون انصاف کی مین تجھے بات	ہی سچی انصاف سلطانی صفات
تجھے گر ہو آئیگا انصاف ایک	عمر کے روزے اور نماز و ہی نیک
دلمنے انصاف اپنے جو کرے	سب سے زیادہ وہ جوانمردی کرے
نا کرے انصاف جو کوئی آشکار	باطن اسکا ہیوفائی سے ہے خوار
مرد ہین انصاف جیتے ہیں کس کنے	وہ سو منصف وہ سخن اپنے منے

حکایت امام احمد حنبل رحمۃ اللہ علیہ

احمد حنبل امام روزگار	کچھ نہین جسکی فضیلت کا شمار
جب فراغت علم سے پائے تھے وو	تب بشر حافی کنے جاتے تھے وو
لوگ انکو منع کرتے خیرخواہ	کیا سبب ہے بشر سے تمنا کو راہ
خلق عالم کے تھین ہو کر امام	کیا تھین سرپا برہنہ سے ہے کام
پس کہے احمد کہ مجھ کو بیشتر	گرچہ ہی مسئلہ مسایل کی خبر
علم حق میرے سے ہی انکو زیاد	حق کی پہچانت مین ہے او اوستاد
جسکے دلمین اسطرح انصاف ہووے	کیون نہ سینہ آرسی سے صاف ہووے

مین کیا تو یاد بن شکر مجھے	دوست سمجھو لیا کہ کر دشمن تجھے
اس وفاداری مینے ہی کیون روا	کب تلک مجھسے وفا تجھسے جفا
اسطرح گر حق کرے مجھسے خطاب	کیونکہ دون اس بیوفائی کا جواب
ہی شرم ساری مجھے اسبات کی	سوز دن کا اور زاری رات کی
تو بھی اے ابدریش یون درپیش آ	آہ انصاف و وفا درپیش لا
ہے وفا تجھکو تو عزم راہ کر	مین تو ہاتھ اسبات سے کوتاہ کر
جو ہوا راہ وفاداری سے دور	ہی جوانمردی مین اسکے کچھ قصور

حکایت غازیان کہ با کافران جہاد کردہ بود

غازی و کافر ہوے تھے جنگ ساز	آ لگا اسے مینے وقت نماز
پس رضا کافر سے غازی لیکے پھر	وے نماز اپنی لگے پڑھنے کو پھر
بعد ازان کافر اپنے وقت پر	لے رضا غازی سے جا اشنان کر
ہوکے اوندھا سر جھکا کر بت کنے	تب کہا غازی اسکے دل مینے
یہہ تو اوندھا ہو رہا ہی بیخبر	وقت فرصت کا مجھے ہی خوب تر
کھینچکر شمشیر جب جانے لگا	ہاتف غیبی ندا اسکو دیا
کا یجوان بے وفا بے اعتبار	خوب عہد اپنا دکھایا استوار
وہ جو تھا بیدین کافر بت پرست	مین کیا تیرے سے عہد اپنا شکست
تو مسلمان ہوکے بدعہدی پہ اے	کیا کہا جاوے تجھے ای وائے وائے

حکایت قحط سالی کنعان و آمدن برادران یوسف در مصر

مخط سالی کا لگے رونیکو دکھ — آب سے چیتھونکے ہر ایک دھوتے مکھ

حضرت یوسف تو برقعہ منہہ پہ ڈال — تخت پر بیٹھے تھے باجاہ و جلال

پاس تھا ایک طاس پس اس طاس پر — ہاتھ مارے تب اٹھا چنکار پر

پس کہے بھایونکو یون اے یار ہو — کیا خبر یہہ طاس کہتا ہی سنو

بعد از ان بولے وے یاران ناشناس — کیا سمجھ ہمکو یہہ کہتا کیا ہی طاس

تب کہے یوسف کہ مین بولون سخن — طاس جو کہتا ہی سو راز سخن

کوئی تمھارا بھائی تھا یوسف مگر — پاک صورت رشک خورشید و قمر

پھر کے مارا طاس پر یوسف نے ہاتھ — پس کہے یہہ طاس یون کہتا ہی بات

جو تمھین اس بھائی کو صد آہ آہ — جھونکڈالے ہین کوئیمین بیگناہ

پیرہن اسکا رنگا پھر خون سے — گرگ نے کھایا کہے یعقوب سے

بار دیگر طاس کو یوسف بجا — طاس کہتا ہی سنو پھر اسو صفا

بیچ ڈالے بعد اسکے بھائی کو — جھوٹھہ بولے بات پھر یعقوب کو

کوئی کافر بھی کرے نہین اس وضع — جو کئے ہو بھائی سے تم حسن وضع

یہہ سخن سنکر وے حیران تب ہوئے — گئے تھے رونیکو سو گل پانی ہوئے

تب تو بیچی تھی فقط یوسف کی ذات — اب اپین بیچے گئے حسرت کے سات

جون کوئیمین ڈال اسسن دے سبھی — آپڑے ہین وے کوئیمین یون ابھی

کیا وہ اندھا ہی جو سنکر یہہ قصہ — دل مین غیرت سے نا لیوے حیا

[illegible]

ناز محبوبان کرین تو کیا عجب | جو دیوانے ہین محبت کے وہ سب
وہ جو گستاخی کرین تو خوش دسیے | بات دیوانیکی سن ہر کوئی ہنسے
وے سلامت ہین ملامت سے مدام | کوئی خاطر لاوے نین انکا کلام
تو بھی دیوانہ ہی تو گستاخ ہو | بار کو دیوانگی کے شاخ ہو

حکایت شیخ بایزید بسطامی قدس سرہٗ

کہین جنگل مین بایزید نامور | جا کے بیٹھے تھے کہین زیر شجر
مست بیٹھے تھے دو جگ سے بیخبر | سر پہ ٹوپی اور گدڑی اوڑھکر
غیب سے وسمین آیا یہہ ندا | بیچتا ہی اپنی ٹوپی اے گدا
پس گیے گستاخ ہوکر بایزید | تو یہہ ٹوپی کرنے سکتا ہی خرید
کیا ہی تیرے پاس جز دنیا و دین | مین تو اتنے پر نہ دون ٹوپی یقین
بھی ہووے اس سے زیادہ وو بھی لا | نین تو چپ کر بیٹھ اپنے ٹھار جا
بھی ندا آیا کہ بس ای بایزید | کر نہ گستاخی ازین اور تو مزید
نین تو عالم کو کہونگا ایک بار | وے کرین سب ملکے تجہ کو سنگسار
بایزید اسکا دیا پھر یون جواب | تو بھی بس کر ایحدیے مستطاب
نین تو کر دیتا ہون تیرا فضل فاش | تا عبادت کی کرے نین کوئی تلاش
ہی جو کوئی درگاہ حق کے رازدار | انکو گستاخی ہووے یون سازوار

حکایت مجذوب کہ گستاخی کردہ بود

[illegible]

عمر میری گئی سو ناکامی سے منے
دمبدم بے عقلی و خامی سے منے

تو زبان طعنہ کی مجھسے دور رکھ
عاشق دیوانہ کو معذور رکھ

جان سے میر کو معذوروں منے
گن مجھے بھی ایک بیطوروں منے

سوال کردن مرغ ہفدہم

ستروان پنکھی کہا جی ہی تلک
عشق کی بس مین پڑا ہون مین بلک

کام میرا عشق سیتی ہے ہم نفس
سر کو میرے عشق سودا سے ہی بس

عشق نے جب سے کیا سر و ا مجھے
مین رکھا کچھ جیو کا پروا مجھے

وقت ہی اب جو کرون جیو کو نثار
تا کہ جا دیکھون جمال روئے یار

دیکھ کر انکھیونکو مین روشن کرون
داغ دل کو ایک دم گلشن کرون

جواب دادن ہدہد ان مرغ را

پس کہا ہدہد نے تو مین مار لاف
نا ملیگا لاف سے سیمرغ قاف

لاف دعوی عشق کا ہرگز نہ کر
عشق دونو بات سے ہی دور تر

گر تجھے دولت مددگاری کرے
فضل اور توفیق حب یاری کرے

کھینچکر اپس طرف تجھ کو لیجائے
ایکلا خلوت منے اپنے بلائے

تب ترا یہہ لاف دعوی خوش دسے
بات تیری صدق آوے ہر کسے

جبتلک اسکی نہین تجھ کو کشش
تو کیا کوشش تو کیا اسکی روش

حکایت کسی از بایزید پرسید کہ منکر نکیر

جل گیا تھا عشق کی آتش سے جان — سوز سے سینے کے جلتی تھی زبان
ہوگیا تھا دل و جان جلکر کباب — جیو مین اسکے صبر نا طاقت نہ تاب
دکھہ سے چھاتی پھوڑ اپنی زار زار — راہ مین بکتا چلا تھا بے قرار
عشق سے جلتا ہی جیو جان کیا کرون — اس اگن مین صبر مین کبتک کرون
پس کہا ہاتف نے اسکو تو لاف مار — خواہ مخواہ کیونکر سوا ہی خوار و زار
یون کہا درویش پھر الجھا ہون کب — بلکہ وہ الجھا ہی مجھسے یہہ عجب
کیا ہون مین اور کیا سو ہی اسکی مجال — جو کرون اسکی محبت کا خیال
کیا کیا مین جو کیا سو وہ کیا — دلسے تیرے جیون کیا تو او کیا
ایکدا الجھا ہی وہ تیرے سنگات — تو اسکی ایکدن لاتا ہی بات
کیا ہوویگا تو سو ایسی بات مین — لائیگا وہ سو اسی اپنی ذات مین
عشق وہ تیرے سے اپنا کب لگائے — صنع سے اپنی وہ اپنا عشق لائے
کیا ہی تو اور کیا ہی تیرا کاروبار — ہی جو کچھہ سو صنع صانع کا بچار
لائیگا کر تو اسکو درمیان — نا تیرا یہان رہیگا نا یہہ جان
ہوش کر اس راہ مین اے بھائیجان — دزد باطن ہی اسی رہ مین پہچان

حکایت بیرون رفتن سلطان محمود و آمدن بخانہ

ایکدن محمود سلطان کہین نکلا — جا کے نکلا ایک پھر بھونجے کے گھر
اٹھکے پھر بھونجا تو اضع سے شتاب — لا رکھا آگے خوشی سے نان و آب

کون ہی جو گھر مین اپنے چھوڑ گنج | جا کے بیہودہ جنگل مین سوے رنج

جواب دادن ہدہد

پس کہا ہدہد کہ اے شیطان صفت | یہہ معنی تیری نہین ہی معرفت

یہہ خیال خام اور تیرا غرور | معرفت کے قرب سے ڈالا ہی دور

کر رکھا ہی نفس تجھکو زیر دست | ہو رہا ہی دل ترا شیطان پرست

مین پنے کے بند مین اٹکا ہی تو | سر سے پا تک پھند مین اکڑا ہی تو

معرفت کا نور تجھہ پر نا رہے | وجد مین ہی یہہ خود بیکار رہے

روشنی یہہ مین تجھے اندہا رہے | بسکہ تیرا نفس تجھکو یار ہے

نفس کے ہی نور کا تجھہ پر جھلک | نس گئی مین ہنگی تیری یہہ جھلک

گر نہ تو اس نور ناقص پر غرور | ذرہ ہو رہ جب پہچانا نین تو سو

نور گر یہہ نفس دکھلاوے تجھے | تو ضلالت مین لیجا ڈالے تجھے

جلبلک تجھہ کو ہی تیرا مین پنا | تو بڑے پردو نکو سمجھا اب دھنا

آنکھہ مین اک بال اگر آتا ہی آڑ | وہ سو آتا ہی نظر مین جون پہاڑ

ذوق تیرا ہی تجھے مفسد خیال | تو جو کہتا ہی سو سب بدے خیال

مین پنے کی جا جب غفلت نکل | رب سے حاصل حقیقت ہووے کل

مار تا رہ نیستی کا دم جسم | نیستی ہووے تو مین ہستی کا غم

ایک ذرہ تجھہ کو ہستی ہووے تو | کافری اور بت پرستی ہو وہ دو

ہین سچ کہ ہین نپا کچھ ہین بھلا — جگ منے ابلیس اسکو مت کہلا

خطاب کردن حق تعالیٰ بموسیٰ علیہ السلام

حق تعالیٰ نے کہا موسیٰ سنگات — جا کے تو شیطان سے کچھ پوچھ بات

پس ملا موسیٰ کو وہ شیطان کہین — بعد ازان ہنسکر اسے پوچھا وہین

پس کہا وہ یاد رکھ تو یک سخن — گر نہ تو ہرگز منی میرے نمن

نین تو ہوگا تو بھی میرے سارکا — مین ہوا ہے رانده اس دربار کا

بال بھر کر تجھ کو باقی ہے منے — حق منے تیرے ہے ڈونگر کی کنی

کام دو مرد و نکا ہے ناکامی منے — نا سرانجامی سر انجامی منے

خود نمائی او خود بینی سب تجھے — بے سخن ہے دشمنِ دینی ب تجھے

حکایت یکی عابد خود بین گوید

یک کوئی عابد تھا در عہد کلیم — تھا مکمل صاحب قلب سلیم

لیکن اسکو تھا بڑی داڑی سے پیار — نت رکھے داڑیکو کنگھی سے سنوار

از قضا دیکھا اسے موسیٰ کہین — دوڑ کر نزدیک آیا انکے وہین

پس کہا اسنے کہ ایسا لا ر طور — عرض کر میری خدا سے ایک ضرور

جو مین کرتا ہون عبادت روز و شب — ذوق نین حاصل مجھے سو کیا سبب

بعد ازان موسیٰ گئے جب طور پر — حال عابد کا کہے رب سے مگر

پس کہا حق نے کہ بولو اسکو جا — ذوق تو طاعت کا پاوے از کجا

سوال کردن مرغ نوزدہم بہدہد

پس کہا انیسوان پنچھی سوال / کیون سفر مین جیو رکھا جاوے سبھال

رہنمائی کر مجھے اسبات کی / تا ہمت ہووے مجھے انجھ بات کی

بول ایسی بات مجھ سے تو ضرور / جسے آسان ہووے مجھ پر راہ دور

دلکو دونین کسطرح کی جمعیت / تا کہ ہووے تفرقہ سے انسیت

جواب دادن ہدہد او را

پس کہا ہدہد کہ دلکو شاد رکھ / طبع کو وسواس سے آزاد رکھ

یاد حق سے رکھ تو اپنے دلکو شاد / جب بسر جاوے تو کر تو اسکو یاد

شادی جان ہے مردان اس سے ہی / زندگی چرخ گردان اس سے ہی

تو بھی شادی سے دایم زندہ رہ / شوق مین جون آسمان گردندہ رہ

اس سے بہتر کیا ہوویگا ایفلان / ہوویگا تو جس سے یکدم شادمان

حکایت وعظ گفتن عزیزے بخلق خدا

کیا کہا ہی خوب کوئی صاحب نفس / شاد ہو نمین یاد سے ستر برس

جب مجھے رب سار کا ہیگا دھنی / پاک مطلق نام جس کا ہی غنی

تجھ کو یہہ غفلت کی سر پر ہول ہی / خلق کے عیبو نمین تو مشغول ہی

کب تجھے یاد آویگا پروردگار / تا خوشی سے گذرے تجھ کو روزگار

عیب جوئی سے اول آزاد ہو / پس خدا کی یاد سے دلشاد ہو

بعد مدت کے ہوا وہ عشق سرد ‌ ‌ رنج سے پایا خلاصی شیر مرد

نظر مین آئی سفیدی نار کی ‌ ‌ بعد ازان پوچھا کہ ای زن پیار کی

آنکھہ پر تیری سفیدی آئی کب ‌ ‌ وہ لگی تیرا ہوا کم عشق جب

عشق مین تیرا ہوا نقصان جون ‌ ‌ عیب پیدا ہو کے آیا مجھہ کو یون

ای جو غفلت کا ہی تیرے دلمین شور ‌ ‌ دیکھہ اپنے عیب تو ای مرد کور

عیب کب لگ خلق کے دیکھیگا تو ‌ ‌ دیکھے اپنے کو تو سمجھے کر عیب کو

عیب تیرے تجھہ نظر آوینگے جب ‌ ‌ عیب لوگون کے نظر مین آوین تب

حکایت دیگر براین حکایت

مارتا تھا محتسب مست کو ‌ ‌ مست نے بولا کہ ای بدمست تو

مفت کے کھا کھا کے سب مکر حرام ‌ ‌ تجھہ کو مغرور کیا مستی نے تمام

مست تر مجھسے زیادہ تو دسے ‌ ‌ مین ولے مستی تیری دستی دسے

مجھہ پہ ناحق تو زبردستی نکر ‌ ‌ مستی اپنی دیکھہ بدمستی نکر

سوال کردن مرغ بستم به هدهد

بیسوان پنکھی کہا ای رہنما ‌ ‌ مین اگر پہنچا تو مانگون شی کیا

فضل جب تیرے پہ ہو درگاہ سے ‌ ‌ نین سمجھتا کیا منگون مین شاہ سے

چیز جو خوبی کی ہو سو مجھہ کو بول ‌ ‌ تا منگون مین شاہ سے وہان دل کو کھول

جواب دادن هدهد اورا

حکایت حضرت داؤد علیہ السلام

حق کہا یون حضرت داؤد کو | یون ہیرے بندونکو جا کر بول تو
گر نہ مین دوزخ بناتا نا بہشت | بندگی میری تھی تمنا کو زشت
گر نہ مین پیدا جو کرتا نار و نور | کیا عبادت مین اتھے کرتے قصور
گر نہ ہوتا خوف میرا اور رجا | کیا نہ لاتے بندگی میری بجا
ہے روا سب کو جو مجھ سجدہ کرین | صدق سے میری عبادت سب کرین
بول بندونکو جو کھینچے سب سے ہاتھ | بندگی میری کرین دل جان ساتھ
ہے جو کچھ دو جگ منے میرے سوائے | ذرہ ذرہ توڑ کر سب کو جلائے
جب وہ سب جل بلکے ہو جاوے بھسم | نار ہے اسمین رتی کچھ بیش و کم
پس بھسم کو بھی اڑا دیوے تمام | تا کہ حاصل ہووئے قربت کا مقام
جسکو دیتا ہے بہشت اور حور وہ | اسکو رکھتا ہے اپس سے دور وہ

حکایت سلطان محمود کہ ایاز را سلطنت بخشیدہ بود

وہ جو تھا سلطان غزنی کا ایاز | شاہ نے اسکو کیا یون سرفراز
پادشاہی تخت و افسر سب دیا | ملک و کشور لاؤ لشکر سب دیا
پس کہا جا تخت پر بیٹھ اے ایاز | ملک کو دے قول لشکر کو نواز
خلق و عالم شاہ کا یہ دیکھ رنگ | ہو رہے حیرت سے اپنے دل مین دنگ
پس لگے کرنے کو آپس آپ بات | نین کیا کوئی شاہ یون بندے سنگات

دوستونکو آخرت سب دے تمام ‖ مین تو ہون بے زار دونو سے مدام
نادنی نا آخرت چاہے مجھے ‖ گر تو میرا ہی تو کیا غم ہی مجھے
ہر گز ان دونو سے مین پر کم نہین ‖ گر تو ہی مجھ مہربان تو غم نہین
گر دو عالم پر کرون کوری نظر ‖ جانتی ہون اس نظر کو کفر کر
جسکو وہ رب ہے تو سب کچھ ہی اسے ‖ دو جہان مین رونق و رنگ ہی اسے
بت ہی تیری راہ کا اسکے سوا ‖ کفر ہی گر جی کو بھی خاطر مین لائے

حکایت سلطان محمود غزنوی و ظفر یافتن بر سومنات در بین

شہر سورٹھ پر جو شاہ غزنوی ‖ جبکہ پائے غیب سے فتح قوی
ہندؤنکا بت جو تھا وہ سومنات ‖ از قضا آیا مگر سلطان کے ہات
جمع ہوکر ہندوان آنے لگے ‖ زان برابر بت کے زر دینے لگے
پادشاہ نے زر پہ نا رکھ کر نظر ‖ بت کو فرمایا کہ ڈالین چھوڑ کر
پس کہے لوگان کہ زر لینا تھا ‖ لشکری کو بانٹ کر دینا تھا
شاہ بولا مجھ کو یہ ڈر ہی بڑا ‖ جو مجھے آذر برابر کر کھڑا
حشر مین آواز دیوےگا سروش ‖ جو وہ بت گر ہی تو یہ ہے بت فروش
بعد ازان اس بت کو ڈالے توڑ کر ‖ آٹھ من اس سے نکل آئے گہر
جب سنا ہی تو وہ آواز الست ‖ مت بلی کہنے سے کر کوتاہ دست
جو اول سے تجھ کو وہ اقرار ہی ‖ اب تجھے کس بات سے انکار ہی

حکایت یوسف زلیخا در زندان فرستادن و ضرب زدن براو

پس دیوانے کو بلا شاہ جہان	کھول کر اپنا کہا راز نہان
تب کہا دیوانہ سن اے بادشاہ	یہہ سنوارا کار تیرا ہی الٰہ
بار دیگر گر تجھے ہی اس سے کام	بانٹ دے سارا فقیرونکو تمام
جسنے یہہ نصرت دیا ہی تجھکو آج	اسکو سب معلوم ہی تیرا مزاج
بعد ازان محمود نے وہ مال سب	کل فقیرونکو دیا در حال تب

سوال کردن مرغ بیت دویم

بعد ازان آیا پکھی اکیسوان	پس کہا اے پیشوا در رہ روان
کیا ہی لایق چیز اس درگاہ کے	جو لیجاوین ہم نظر اس شاہ کے
دست خالی نین روا جانا وہان	تحفہ لازم ہی کہ لیجانا وہان

جواب دادن ہدہد اورا

پس کہا ہدہد کہ یہہ بولا بجا	جو نہین کچھ ہانسو تو یہان سے لجا
جو لجاویگا یہان سے وہ ہی سب	زیرہ کرمان کو لجانا کیا سبب
علم ہے وہان حکمت اسرار ہی	طاعت روحانیان بسیار نہین
کیا نہین بولون تجھے مین ایفلان	عاجزی اور درد دل اور سوز جان
گر تو لیجاوے تو یہہ مقبول ہی	شاہ کن وہ تحفہ معقول ہی
گر کرے تو درد دل سے ایک آہ	کوئی اسکی جائیگا تا پیشگاہ
خاص جاگہہ آہ کی ہی مغز جان	پوست اسکا کیا ہی نفس بدگمان

گرچہ بیٹھی خلق کر ساری غلین	آہ اک ماتم زدہ بیکے کر گلین
گر تجھے بھی دل لگے اندر ورد ہے	سیب مین ور مثل جون فرد ہے
عشق کا جس دل منے ہی تاب و تب	کب خوشی اسکو ہیگی روز و شب

حکایت یکی غلام کہ از دنیا دست شستہ بود

کوئی صاحب کو تھا یک زنگی غلام	دہو لیا وہ ہاتھ دنیا سے تمام
رات ساری وہ غلام پاکباز	صبح تک کرتا تھا دایم وہ نماز
تا کہا صاحب کہ ای مرد خدا	جب تو جاگیگا مجھے بھی دے جگا
بھی وضو کرکے کرون تجھ سنگ نماز	پس جواب اسکو دیا یون پاکباز
نار جلتے وقت پڑا کھائے جب	وہ جگاؤ کہیے تو مجھ کو کیا عجب
ای دہنی گر تجھ کو ہوگا درد دین	آپ سے تو آپ جاگیگا یقین
جب جگاؤ دیگا تجھے بھی اور کوئی	وہ عبادت اسکی ہی تیری ہوئی
جسکے دلمین دین کا کچھ درد نئین	سر پہ انکے خاک باد او مرد نئین
درد سے ہی اصل مین جسکی سرشت	محو اسکے آگے ہے دوزخ و بہشت

حکایت بو علی طوسی را خبر دادن از بہشت و دوزخ

بو علی طوسی کہ پیر عہد سے تھے	دین کے رستے مین صاحب جہد تھے
جس مکان پر وہ رکھے ہونگے قدم	وہان تلک پہنچا ہوویگا اور کم

پس کہا ہدہد نے سن نکھی سنگات — راہ میں پنچھا ہی تو وادی ہے سات
جو فرشتو نکو نہیں معلوم لیک — کوئی وہان جاکے پھر آیا نہ ایک
جو گیا ہی وہ رہا ہی وان اٹک — پھر نہیں آیا ہی کوئی پیچھے بھٹک
ہی اول وادی طلب کی سخت تر — عشق کی وادی ہے دوسری پر خطر
معرفت کی تیسری وادی پہچان — وادی استغنا کی چوتھی ایسجان
پانچوین توحید کی وادی ہی پاک — ہی چھٹی حیرت کی وادی خوفناک
ساتوین ہی وادی فقر و فنا — اس سے آگے رہ نہیں ہی کہنا کیا
وہان کسو کا نارسے کسکو روش — گم ہی سب راہ و روش الا کشش

حکایت وادی طلب

جب تو وادی مین طلب کے آئیگا — دمبدم ہر ہر قدم دکھ پائیگا
ہر گھڑی پیش آئینگی سو سو بلا — آسمان اس سوز کا ہی اک جلا
کام ہر کوشش یہان کے سر بسر — رہے سدا کوشش مینے ساری عمر
مال کا یہان ترک کرنا ہی ضرور — ملک اپنا چھوڑ کر جانا ہی دور
ہو پائی کرکے دکھلاتا ہی یہان — جیو کو رنج و درد مین پاتا ہی یہان
سب علایق سے تو اپنے دلکو توڑ — جسپہ تیرا پیار ہی دے اسکو چھوڑ
جب گنواویگا اپکے سب صفات — تب دکھاویگا تجھے وہ نور ذات
ہوویگا جب دل پہ وہ نور آشکار — ایک طلب سے ہوینگے چندین ہزار

حکایت حضرت امیر المومنین

دیکھو بارے سر کو وہ ہے سو کیا | گر خدا کا نے میرے سر کو تو کیا
جو نہ تھا ابلیس کا سر خاک پر | سسّر مولا کو نہ دیکھا بھر نظر
پس کہا حق نے کہ ای جاسوس راہ | تو کیا ہی اب سو مولا پر نگاہ
گنج پنہان تھا سو تو دیکھا عیان | تجھہ کو مارون تا نہ بولے در جہان
بادشاہ جب گنج رکھتے ہین کہین | مار سٹتے ہین رکھن ہار کو وہین
تو سو میرا گنج دیکھا آشکار | سر کٹانا تو کیا حال اختیار
پس کہا ابلیس نے دے مہلت مجھے | جو کیا ہون یہہ عبادت بھی تجھے
تب کہا حق تجھہ کو مہلت ہے ولے | طوق لعنت پاؤ نگا تیرے گلے
جو کیا ہی اس وضع بد ریشتی | دور ہو جو ہی تو میرا لعنتی
پس کہا ابلیس کا ای پروردگار | گر جو کچھہ کرتا ہی تیرا اختیار
لعن بھی تیری ہی رحمت بھی تیری | جو تو دیوے مجھہ کو سو قسمت میری
مجھہ کو تو لعنت ہے تیرے پاک نین | زہر بھی ہونا کہ سب تریاک نین
نہاشتی ہی خلق جس لعنت سے اب | مین اسے لیتا ہون سر پر با ادب
گرد عالم کو کیا ہو نہین قبول | بس بندہا ہون لعنتی مین پر فضول
آدمی کو اس وجہ ہو تا طلب | مین تو دعوی سر بسر جھوٹا ہی سب
ڈھونڈھتا ہی تو مگر پاتا نہین | کیا او گم ہی گم طلب ہے تجھہ لعین

حکایت شیخ شبلی بوقت سفر کردن از دنیا

سنکے بولا کیون تو ہوتا ہی ملک | خاک مین کان پائیگا وہ دریا لک
سن کہا مجنون کہ ڈھونڈھتا ہون مگر | کہین بت لیلی سے ملے مجھکو کنکر

حکایت شیخ یوسف ہمدانی رحمۃ اللہ علیہ

یوسف ہمدان امام روزگار | صاحب اسرار و شیخ نامدار
کیا کہے ہین وہ زبان سے تاگگن | گر تو دیکھے کھول کر اپنے نین
ہے سچی ہر روز یعقوب دگر | پوچھتا ہی اپنے یوسف کی خبر
درد ہونا مرد کو اور انتظار | حرف ان دونون کر یار روزگار
گر نہین دونون بھی تجھکو تو بھی تو | ڈھونڈھتا رہ شوق سے اسرار کو
صبر لازم ہی طلب مین مرد کو | کان ہی لیکن صبر اہل درد کو
صبر کرنا ہی تجھے یہان خواہ مخواہ | پائیگا اُس سے تو بھی یک دو زراہ
جیونکہ ما کے پیٹ سے چھوٹا بچا | ہوا ایسکا آپ پیتا ہی کچا
تو بھی باطن مین اپکے رہ وہین | خون دل کھا رنج و غم کو سہہ ہین
سالکون کے دل مین ہی منزل مقام | یار جانی سے نہین کب انکو کام
تو بھی ہو پی صبر کر مردون نمن | تاکہ حاصل ہووے مطلق وہ سجن

حکایت سلطان محمود غزنوی و خاک بیز

ایک دن جاتا تھا کلن محمود تیز | راہ مین اسکو ملا اک خاک بیز
وہ گیا تھا جا بجا ماٹی کے گنج | کسب مین مشغول تھا با سعی و رنج

وہ بجانے کفر کیا اور کیا ہے دین
وہ نہ سمجھے شک نہ پہچانے یقین

جا پڑے اڑ کر اگن مین جون سپی
نا رکھے کچھ جیو کی پروا ایک تی

نیک و بد اور سب اسے یکسان ہے
عشق جب آوے تو یہہ وہ کان ہے

کھیلتا ہے عشق کا جو کوئی قمار
نقد ہستی ایک دم دیتا ہے ہار

عشق آتش عقل سے جون دود ہے
عشق آگے عقل سب نابود ہے

عقل مایہ عشق کو دیوے سو کھوے
عشق کے غم سے خلاصی کیونکہ ہوے

جو پڑے تن کو کٹے تک مین غبار
یہہ مقرر دلکشا کیون ہو طیار

دیکھہ اصل عشق کیا ہے اے گدا
گرد پا ہے غیب مین انکھیان خدا

غیب سے انکھیان جو تجھے باز ہوے
ذرہ ذرہ سب تجھے ہمراز ہوے

عقل کی انکھیون سے دیکھیگا اگر
نا دسے گا عشق تجھ کو بال بھر

عشق کو در کار ہے یہان مرد کار
نا رکھے دل کو اپس کے استوار

نا تو مرد کار نا عاشق ہوا
عاشقی کے کس وضع لایق ہوا

زندہ دل کو کام یہہ ہے ساز وار
تا کرے ہر دم اپس کا جیو نثار

حکایت عاشق و معشوق گوید

ہے دکھن مین قصبہ اک نوشہ نگر
جو ندی گنگا سے ہے نزدیک تر

اسمین سن رہتے تھے کوئی شخص دو
خوبصورت پاک سیرت نیک خو

ایک کو بیٹا تھا جون روشن گہر
ایک کو بیٹی سندر تھی جون چندر

کوٹھری کا قفل سے در بند کر ۔۔۔ بس کہے دل سے کہ اے دل کیا خبر
وقت ہمت کا ہی کر ہمت رجال ۔۔۔ کر مددگاری مجھے تو لے سنبھال
اے دل اب یہہ جیو تجھے کیا کام آئے ۔۔۔ جیو بیگانہ تنکو میرے ہاتھ لائے
بس سے آگے زندگیمین ہین لقا ۔۔۔ حیف ہے عاشق کیے کر بے وفا
پس اپنکے تیل سے کپڑے بھگ ۔۔۔ آگ دیتی شمع کے نزدیک جا
ہوگئی یک پل منے جلبلکر راکھ ۔۔۔ غم سے عالم ہو رہا سب دردناک
از قضا عاشق بھی اس غلغال مین آ ۔۔۔ تھا مگر اپنے پریشان حال مین
دیکھ کر جو لیمین دہگدہگتی انگار ۔۔۔ جا پڑا اک آہ کر بے اختیار
ہو گیا اک پل منے وہ بھی فنا ۔۔۔ جا ملا اس آشنا سے آشنا
عاشقان تو یون فدا کرتے ہین جان ۔۔۔ تو کہان اور تجھ کو یہہ ہمت کہان

حکایت عاشق شدن گدا بر ایاز

کوئی گدا پیدا کیا عشق ایاز ۔۔۔ ہو گیا ساری جہانمین فاش راز
باہر آیا جب ایاز شہسوار ۔۔۔ دوڑتا آگے یہہ جاتا خاکسار
جس طرف جاتا تھا وہ گھوڑا دوڑا ۔۔۔ یونہی ہوتا اسکے آگے وہ گدا
کوئی کہا محمود کو جا کر مگر ۔۔۔ ہے گدا عاشق ایاز خاص پر
دوسرے دن کو ہوا سلطان سوار ۔۔۔ ساتھ اسکے وہ ایاز کامگار
وہ گدا عاشق بھی تب ہمراہ ہو ۔۔۔ دوڑتا تھا خوش خوش آگے پیشرو

کوئی کہے تو مغز مین ہے بوے وصل | لگیا ہی تجھ سے کوئی گوئے وصل

بعد ازان شہ نے کہا سن ای گدا | ہے گدا اور کوئی تو مفلس سدا

گر تو مفلس ہے تو لا اسکی دلیل | مفلسی کی کیا وضع کیا ہے سبیل

پس گدا بولا کہ مین مفلس نہین | مفلسی کی صورت مجلس نہین

جبتلک یہہ جیو ہے میرا تن منے | ہون نہ صادق مفلسی کے فن منے

جب کرونگا جیو جانان پر نثار | مفلسی کا ہوئیگا تب اعتبار

تو بھی ای محمود اب ہو جانفشان | جانفشانی عاقبت کا ہی نشان

بات اتنی کر کے وہ مفلس گدا | جی کیا اک پل مین جانان پر فدا

یہہ تماشا دیکھ کر محمود شاہ | دل سے منے کیا کیا افسوس و آہ

نین جلگ یہہ کام تا ہر مرد کو | جانتا ہی کیا وہ عاشق درد کو

حکایت لیلی و مجنون کہ عاشق صادق بود

لوگ لیلی سے کہے مجنون کتین | چھوڑتے تھے پاس محلت کتین

ایکدن جنگل مین جا کر ہو تنگ | پوست دنبہ کا لیا وہ کس سے منگ

بعد ازان اس جلد کو تن پر پہن | سر کو نیچے کر ہوا دنبہ منن

پس کہا راعی کو ای صاحب شرف | ہانک دنبون مین مجھے لیلی طرف

تا مین دیکھون دور سے لیلی کو جا | لے تو اب اتنا برائے کبریا

بعد ازان یہہ سخن راعی نے سنا | جون کہا مجنون نے اسنے یون کیا

عاقبت مجنون جو پہنچا جا کے وہان | دور سے لیلی کو دیکھا ناگہان

حکایت مردی که بکشتن معشوق قصد کرده بود

وہ بھڑنگان بھی عرب کو دیکھ کر / صفت روزی غیب سے سمجھے مگر

سب لگے کہنے کو آجا اے بھڑنگ / ہو ہمارے ساتھ ملکر ایک رنگ

لادیا اسکو بھی اک جام شراب / پیہ پیا سو ہو گیا مست و خراب

لیگئے یاران جو کچھ تھا اسکے پاس / نقد و زر اور تن پہ تھا جو کچھ لباس

جام دوسرا دیکے پھر دوسرا پھرنگ / پس اُسے گھر سے نکالا ننگ دھڑنگ

پھر گیا ملک عرب کو وہ عرب / بھیک منگتا بھوک مرتا روز و شب

پوچھنے کو آئے لوگان کیا ہوا / کان گنوایا کس وضع اپنا ردا

چور لیگئے یا گیا کوئی لوٹ کر / کس سبب سے یون گیا تو ٹوٹ کر

ہند کا جانا ہوا کیون شوم تجھ / کیا دیکھا وہان کیا ہوا معلوم تجھ

پس عرب کہنے لگا با درد و سوز / مین بھڑونگون مین گیا تھا ایکروز

وہ کہے آجا مجھے مین وہان گیا / اُستے آگے ہوش مجھ کو نین رہا

کان گیا وہ مال و زر کان وہ لباس / کچھ نہ تھا اسباب تجا مجھکو قیاس

پس کہے لوگان وہ کیسے تھے بھڑنگ / بول ہمکو تا ہووین ان سنگ رنگ

پس کہا دیکھو مجھے تم ای عزیز / یونہی ہے در کل بھڑونگونکی تمیز

جسطرح سے مین کھڑا ہون ننگ دھڑنگ / اسوضع دیکھو تمھین سارے بھڑنگ

یونہی آجا تو بھی اس بارگ منے / شوق گرچہ تجھ کو ہے رگ رگ منے

رکھ قدم اس راہ مین مردون کمن / دے اڑا کر جان و تن مال و دھن

حکایت حضرت خلیل اللہ علیہ السلام

تا کہا کوئی انکو اسے شمعِ جہان | کیون نہ عزرائیل کو دیتے ہین جان
عاشقان سوتے ہین جانبازان راہ | تم سو کیون رکھتے ہو اپنا جیو نگاہ
یون کہا مین کیا کرون اب ترکِ جان | پاؤن عزرائیل کا ہی درمیان
مجھ کو اس آتش مے جب جبرئیل | آکے پوچھا کیا ہی مطلب یا خلیل
نین کیا مین اسطرف ہرگز نگاہ | تھی نظر میری بفرمانِ اِلٰہ
جب کیا نین مین نظر جبرئیل کو | جیو کب دیتا ہون عزرائیل کو
جبتلک جیو آپ نین منگتا ہی رب | دوسرے کو جان نین دیتا ہون کب
وہ منگے جب جان کرون نین عذر کیون | ایک جان کیا لاکھ جان ہووے تو دون

در بیان وادی سیوم کہ در باب معرفت عشق گوید

معرفت کی آئی وادی بعد ازان | پائے ناجسکی نہایت سالکان
بسکہ اس مارگ مین ہین کانٹے بہت | سالکو پر آپڑے آنٹے بہت
رہ ہر اک کی نہ ہر اک طور ہی | سالک تن سالک جان اور ہی
پس ہر اک کو ہی ہر اک راہ ضرور | حد مقرر کسکی ہی نزدیک و دور
کیونکہ چل سکتی ہی مکڑی نا توان | ایکدم چل جائیگا ہاتھی جہان
زور سے مچھر اڑیگا کان تلک | تیز تر بارہ چلیگا جان تلک
سیر گر ہر ایک کی ہو اس قدر | ایکسا نین ہر کسان ایک دہر
مختلف ہی ایک سے ایک کی سیر | اک روش پر اڑ سکے نین کوئی طیر

حکایت مرد عاشق که در مزار جنت بود

جو آنسو پڑتے ہین اسکے چلکے ڈھلا ۔ ڈھو بین بہ جاتے ہین وہ کنکر سے گل

دے کنکر گر ہاتھ یا دستکے خر مین ۔ حشر تک افسوس کے آنکھون جھڑین

کیا ہی انسان وہ پتھر کا ایعزیز ۔ علم ہی جا چین کو کرے تمیز

علم ہی جو یون ہوا ہی سنگ سخت ۔ سنگ سے بے ہمتو نکے ایک لخت

بسکہ ہی تاریک یہہ محنت سرا ۔ علم کا جوہر ہی اسمین رہنما

علم کا گوہر اگر تجھہ ہاتھ آئے ۔ رہنما اپنا تو اس ظلمت مین پائے

یہہ وہ گوہر ہی کہ اسکندر جسے ۔ لیوکر ظلمت مین بولا ہر کسے

پس لیا کوئی اس گوہر کوئی نہین ۔ جب نکلکر آئے ظلمت سے وہین

وہ گہر آخر ہوا یون بے بہا ۔ سب ہوے یکطرف افسوس کہا

جن لیا تھا وہ گہر پچتا گیا ۔ بہت سی کیونکر نہ مین لی آ گیا

جن لیا نا وہ بھی پچتایا بہت ۔ دلمین نا لینے کا غم کھایا بہت

ہو وہین اس گوہر کے پچتائی مینے ۔ جو لیا اور نہین بھی وہ دونو جنے

تو تو اس ظلمت مینے اے بیخبر ۔ ہی سکندر کی نمن بے راہ بر

علم کا گوہر اگر پایا ہے تو ۔ دو جہا نکا راہ بر پایا ہی تو

جب تو یہان سے جائیگا چلکر وہان ۔ پار ہیگا یہہ جہان نا وہ جہان

وہ جہان دونو جہان سے ہی جدا ۔ نین ہی تن سے جان نہ تن جان سے جدا

دو جہان سے بہار وہ درگاہ ہی ۔ وہان تو انسان خاص کا جاگاہ ہی

حکایت عاشق و معشوق که هر دو را بغرق شده بودند

کوئی چوکیدار عاشق کین ہوا
خواب و خور آرام اسکا گم ہوا

نیند سے ہوگئی بیگانی اسکی نین
گم ہوا دل سے صبر اور اسکا چین

شور سے شب کو جگاوے خلق کو
پھاڑ لیوے ناخن اپنی حلق کو

کب نقارے پر لگاوے جاکے کم
کب اٹھاوے شور غوغا کا الم

بس کہا کوئی شخص اس بیچ خواب کون
آشنا اکدم کبھی ہو خواب سون

جاگتا کبتک رہیگا رات و دن
کبتلک یہہ رنج سو سیگا کٹھن

بعد ازان عاشق دیا اسکو جواب
کسطرح میرے نین مین آوے خواب

اصل مین اول سے چوکیدار تھا
اور ایک دلبر کا مین عاشق ہوا

جسکو ایسا دکھہ یہہ دکھ جب ہوئیگا
کسطرح سکھہ سے کبھی وہ سوئیگا

ہووے چوکیدار کو کس خواب کب
اشک بن عاشق کے منہہ پر آب کب

مرد عاشق جبکہ چوکیدار ہووے
خواب اسکے نین کا کب یار ہووے

جاگتا رہ تو بھی ای عاشق تو ہمین
خواب عاشق کو ذرہ لایق نہین

پاسبانی دلکی کرتا رہ مدام
پاس دل کے ہی سو چورونکا مقام

چھپ رہے ہین چور ربچھ مین چوکے ڈھن
جو ہر دل کو بہت سا کر جتن

جب نگہبانی کریگا دلکی تو ن
معرفت اور عیش ہوگا آپ سون

جسکو اس رستے مین درد دل ہوا
جاگنے سے معرفت حاصل کیا

جسکے انکھون سے ہوویگا خواب دور
وہ سو دل بیدار کیجاوے حضور

صد ہزاران تن چھٹے جب روح سے
بن گئی تب ایک کشتی نوح سے

صد ہزاران خاکمین جب سر ہوئے
تا خلیل اللہ صاحب سر ہوئے

صد ہزاران جب کٹے طفلون کے سیر
تا ہوئے موسیٰ کلیم اللہ انیس

صد ہزاران جب ہوئے زنار بند
تا ہوئے مقصد سے عیسیٰ ارجمند

صد ہزاران جان و دل تاراج ہوئے
تا محمدؐ ایک شب معراج پائے

تا تو نیکو قدر نہ جونا کو وہان
کچھ تو تو قربان کر کچھ الیفلان

گر ہزاران دل جو دیکھا ہی کتاب
تو سمجھ لے جو نکہ دیکھا ایک خواب

گر ہزاران جیو سے خالی ہو ئین تن
وہ سو اس دریا مین ہے شبنم نمن

بے نیاز یکا جہا نمین نین حساب
گرچہ ہووے یک جہان سارا خراب

جھڑ پڑین گر انجم و افلاک سات
پیڑ سے سمجھو پڑا ایک جھڑ کے پانت

گر عدم ہوجائے دنیا چار دانگ
تو سمجھ چیونٹی کی ٹوٹی ایک ٹانک

گرد و عالم ہو کے جاوے سب عدم
سنگریزہ جان ریگستان سے کم

نار ہے گر جن و انسان کا اثر
جانتے ہین ما ہو یکا یک بندر

یہہ جہان گر خاکمین ملجائے تو کیا
سمجھ سے جون کسی یک ہو کم ہوا

جزو کل گر ہو کے جاوے سب عدم
تو سمجھ لے گھانس کا ایک پات کم

ہو کے جاوے گم اگر یہہ چرخ تند
سات دریا مین پڑا گو یا کہ بند

حکایت اشارہ یوسف ہمدانی رحمۃ اللہ علیہ

برق استغنائے پر جب کر کڑک | جل اٹھے سو سو جہان یکدم بھڑک
تو نہ رکھ جز حق کا کچھ دلمین چاک | ایک جہان جلکر گیا تو کیا ہی باک

حکایت کسی کہ او را ہاتف آواز دادہ بود

جب نجومی پاترا کرنے لگے | خاک تختے پر بچھا رکھنے لگے
پس کرے وہان نقش دہرتی اور فلک | چاند اور سورج ستارے یکبیک
بعد ازان اسپر لکھے بارہ بروج | کتنی ستارونکا نزل کبی عروج
کہین نحوست کہین سعادت کر دکھائے | موت کا گھر کہین جنم کا گھر دکھائے
کچھ رہا ہین جب حساب نحس و سعد | پس مگر تختے کو جھٹکے اسکے بعد
ہووے پہلین وہ نقش تب بے نشان | اس جہان کا نقش بھی ایسا ہی جان
نین ہی استغنا کی گر تیرے مین تاب | جا کنارہ بیٹھ کیا تجھ کو صواب

حکایت مگس شیرینی شہد را دیدہ بطمع در خم سشان در شدہ بود

کسی نے بولا راز دل کوئی اہل راز | ہو گیا جب پردہ اسرار باز
ہاتف غیبی کہا تب اسکے سنگ | ایغلان کیا مانگتا ہے تو سو منگ
پس کہا وہ کیا منگون جو انبیا | سب جنم سو سے ہین نت رنج و بلا
ہے جو کچھ رنج و بلا جگ مین جتا | انبیا پر اسے اگلا تھا وتا
جب نبیونکو یہہ بلا ہو وے نصیب | پاؤنگا راحت کہان سے مین غریب
پس نہ مین عزت نہ مین خواری منگون | خوب ہے جی درد سے دلکو رنگون

اٹھ کھڑا ہو کاٹ سودا ایکی بات
جیو کی پروا چھوڑ دے اور دل کو آٹ

جب تلک اس جی کی ہے جہان سے منی
لگ رہی ہے شرک کی یہان سے منی

حکایت عاشق شدن خرقہ پوش بر دختر سگبان

کوئی تھا کین شیخ مرد خرقہ پوش
دختر سگبان پہ کھویا عقل و ہوش

ہو گیا یون عشق مین اسکے زبون
جو چلا دل سے ابل کر موج خون

دیکھنے کو ٹک دل مین دہرا منگ
سو رہا ہے شب کو کتون کے جا سنگ

مان کو جب دختر کے سن ہوئی یہہ خبر
پس کہی اے آک تو کام کر

جا گنے میرے جتن کر ایکسال
مذہب گبری و سگبانی سنبھال

گر تو عاشق ہے تو کر یہہ کام نقد
پس تجھے لڑکی دیونگی کرکے عقد

شیخ تھے جون عشق پر ثابت قدم
پس کہے اسکا نہین ہے مجھکو غم

دے چلے دوڑے کتون کے لیکہ ہاتھ
خوش لگے کرنے کو خدمت دن رات

تا ملا بازار مین کوئی دوستدار
پس کہا اُن کیا کیا تو اختیار

رہا مردون کے سن کر تیس سال
کیون ہوا سگبان گبر بد فعال

پس کہا عاشق نکر قصہ دراز
گر سمجھتا ہے تو اس پردے کے راز

حکمت تقدیر سے چارا نہین
جو ازل سے ہے سو سب ہوتا ہین

کسکو ہے معلوم یہہ علم قدیم
عاقبت کیا ہوئیگا سوائے ندیم

گر خدا چاہے تو میرے ہاتھ سے
یہہ کتنے دیوے چھڑا اسباب سے

جمالِ ہمنشیں در من اثر کرد — وگرنہ من ہماں خاکم کہ ہستم

یا مثلاً

زدم تیشہ یک روز بر تلِ خاک — بگوش آمدم نالۂ دردناک

کہ زنہار اگر مردی آہستہ تر — کہ چشم و بنا گوش و روی و سر ست

یعنی میں نے ایک دن ایک خاک کے ٹیلہ پر پھاوڑا مارا۔ اس سے آواز آئی کہ میاں اگر تم میں آدمیت اور غیرت ہے تو ذرا آہستہ، کیونکہ یہ سب آنکھیں اور کان اور چہرے اور سر ہیں۔

(یعنی آج جو خاک ہے یہ پہلے انسان کی اعضا تھے جو بوسیدہ ہو کر خاک ہو گئے)

یا مثلاً

مگر دیدہ باشی کہ در باغ و راغ — بتابد بہ شب کرمکے چوں چراغ

یکے گفتش اے مرغکِ شب فروز — چہ بودت کہ بیروں نیائی بروز

بہ بیں کاتشیں کرمکِ خاک زاد — جواب از سرِ روشنائی چہ داد

کہ من روز و شب جز بہ صحرا نیم — ولے پیشِ خورشید پیدا نیم

یا مثلاً

شبے یاد دارم کہ چشمم نہ خفت — شنیدم کہ پروانہ با شمع گفت

کہ من عاشقم گر بسوزم رواست — ترا گریہ و سوز بارے چراست

بگفت اے ہوادارِ مسکین من — برفت از برم یارِ شیرین من

تو بگریزی از پیش یک شعلہ خام — من استادہ ام تا بسوزم تمام

ترا آتشِ عشق اگر پر بسوخت — مرا بیں کہ از پا سے تا سر بسوخت

شیخ کی کمال شاعری کا اصلی معیار، اس کا پیرایۂ ادا ہے۔ اس سے زیادہ کوئی شخص اس بات کا اندازہ نہیں کر سکتا، کہ کس مضمون کے موثر کرنے کا سب سے بڑھکر کونسا

طریقہ ہے، جن جن مضامین کو اس نے لیا ہے، ان کو جس پیرایہ میں ادا کیا ہے، متقدمین اور متاخرین میں اس کی نظیر مطلق نہیں مل سکتی، اسی کا نتیجہ ہے کہ اخلاق میں سیکڑوں ہزاروں کتابیں لکھی گئیں، صرف ایک مخزن الاسرار نظامی کے طرز پر ۶۵ مثنویاں لکھی گئیں، اور سب کی سب اخلاق و تصوف میں ہیں، لیکن بوستان اور گلستان کے آگے کسی کا چراغ نہ جل سکا، چند مثالوں سے تم اس کا اندازہ کر سکتے ہو،

مثلاً دولت و حکومت کی تنقیص ایک پامال مضمون ہے، جو سیکڑوں دفعہ لوگ مختلف پیرایوں میں ادا کر چکے ہیں، لیکن شیخ کا صرف ایک شعر سب پر بھاری ہے،

گدا را کند یک درم سیم سیر　　فریدوں بہ ملک عجم نیم سیر

شیخ نے اس کے ساتھ فلسفیانہ طریقہ سے ثابت کر دیا ہے کہ دولت مندی در حقیقت محتاجی ہے،

خبر دہ بہ درویش سلطاں پرست　　کہ سلطان ز درویش مسکیں ترست
نگہبانی ملک و دولت بلا است　　گدا بادشاہ است و نامش گدا ست
بخسپند خوش، روستائی و جفت　　بہ ذوقے کہ سلطان در ایوں نخفت
دہقان　بیوی

اسی مضمون کو ایک مصرع میں ادا کیا ہے، ع

آنانکہ غنی تر اند محتاج تر اند

یہ ظاہر ہے کہ انسان جس قدر دولت مند اور امیر ہو جاتا ہے، اس کی ضرورتیں اور حاجتیں بڑھتی جاتی ہیں، اس لئے زیادہ دولت مندی در حقیقت زیادہ محتاجی ہے۔۔

یا مثلاً یہ تلقین کرنا تھا کہ دولت مندوں کو غریبوں پر رحم کرنا چاہئے، اسکو شیخ نے اس حکایت کے پیرایہ میں ادا کیا،

یہہ سخن سنکر حسن بولا شاباش | آفرین ہی ای ایاز حق شناس
کیون نہو روزی تجھے انعام شاہ | کیون نہووے دمبدم پیغام شاہ
یہہ سخن جو تو کہا سو ہی ثواب | بول دیگر بھی ابھی جو ہی جواب
بعد ازان بولا ایاز ہوشیار | راز پنہان کیونکر و نین آشکار
شاہ سے خلوت اگر ہوتی تجھے | بات کی لذت دگر ہوتی تجھے
تو سو حالی راز کا واقف نہین | کیا کہون تجھہ سے جو تو ہمدم نہین
پس حسن کو شاہ فرمایا خطاب | حاضری لے تو جلکی جا کر شتاب
جو ہوا خلوت کہا شہ ای ایاز | اس جواب خاص کا کر کشف راز
بعد ازان بولا ایاز نامور | شاہ جب کرتا ہی میرے پر نظر
روشنی سے اس نظر کی کے سخن | محو ہو جاتا ہی میرا تن بدن
شاہ کے پرتو سے میرا یہہ وجود | گم ہو جاتا ہی کرو نین کیون سجود
تو کیا جو یک نوا دشہا ہزار | وہ نوازش جان تو اسکی بہار
مین کیا ہون تا کہ بندگی کر دکھاؤن | تو ہی جون خورشید روشن مین ہون چھپاؤن
چھپاؤن جون خورشید مین گم ہو جائے | چھپاؤ نکا نام و نشان ہرگز نپائے
جب بندہ ہووے فنا تب حق رہے | باطل اٹھہ جاوے تو حق مطلق رہے

حکایت وادی ششم حیرت گوید

بعد ازان حیرتکی وادی پیش آوے | مرد یہان حسرت سے اپنی سدھ کنوائے

حکایت وزیر کی

بادشاہ کہ خوب صورت بود

تھا کہین کوئی بادشاہ نامدار

یوسف ثانی کہا جاوے جسے / جگ مین جوڑا کوئی اسکا نا دسے

جس گلی بازار مین چلجائے او / نار و نر حیرت سے جاوے دنگ ہو

باگبان دیکھے اسے خجل کہین / عقل و ہوش اپنا گنوائی سب ہین

جوش کھا کر گر پڑی یکبارگی / تن مینے جیو نے کیا آوارگی

عشق کے آنیسے گئی سب عقل ٹھاٹ / سدھ نکل گئی ہوئی صبوری سینہ پھاٹ

جب پٹ ہوئی دلمین زنش وہ بیقرار / تب سہیلون سے لگی کرنے بچار

از قضا اسکی سہیلان تھین جو دس / تھین وے سب فن مین سنو تو دسترس

خوش گلو گانے سے منے ہر یک پری / ناچنے مین طاق ہر ایک چھند بھری

گیان مین اور گن مین ہر یک سحرکار / چاند کو آسمان سے لاوین اتار

بعد ازان وہ شاہزادی ان سنگات / راز دل ظاہر کرے اور جیو کی بات

جیو میرے پر عشق نے لایا ہے زور / ہوئی ہون مین یک ماہ مکھ کی چکور

عشق نے اسکے کیا ہے مجکو زیر / رنج و حسرت نے لیا ہے مجھ کو گھیر

وہ سو میرے باپ کا ہیگا غلام / کیون کرون مین پختہ سودا ر خام

گر اسے پھسلاؤن مین جو اپنے سنگ / نا رہے ہرگز میرا ناموس ننگ

صبر کرنے کی بھی نہین طاقت مجھے / درد سہنے کی کہان ہمت مجھے

نا کسے مین راز دل کا کہہ سکون / نا بغیر از یار کے مین رہ سکون

کون ہے جو اسکو مجھ سے لا ملائے / اور اسے میری حقیقت کہہ سنائے

بوئے ست عنبر کے ہی تر معز سر
لذت می سے جگر ہی باخبر

لگ رہی ہی چنگ سے رخ بانار سے
کان ہو سیقار کی آواز سے

چونکہ دیکھا کھولکر چشم وہ غلام
اس پری پیکر نے دیتا بھر کے جام

دیکھتے اسکو جوان حیران ہوا
فکر و اندیشہ مین سرگردان ہوا

خواب و بیداری کیا مین فہم کچھ
بیخودی مین باخود یکتا وہم کچھ

راز کا بھی کچھ سر رشتہ نا سمجھ
دیکھکر صورت پڑا مشکل مین الجھ

بعد ازان وہ نازنین خود را پرست
یار کے دیدار سے ہو چلکے مست

قند سے لب سے شکر لینے لگے
بوسہ بادام پر دینے لگے

شوق کے کب جوش سے جوبن مین
ہاتھ مین لے بوسہ دیوے کب ذقن

چاند سے چہرے اوپر قربان جائے
کب پریشان ہو سیہ زلفون پہ جائے

ناگہانی صبح کا آیا پیام
ہو گیا آخر کو مستی سے غلام

بعد ازان وے پریکر سب نازنینان
لیگئیان تھیان اسکو جانسے لاد ہریان

آشکارا جب ہوا غوغائے روز
یہہ غلام انکھیان کھولنے لگا ہنوز

دل منے آکر بسی اسکے وہ نار
بہہ چلے چشمون سے آنسو بیشمار

حال سے شب کے پڑا حیرت منے
خون دل کھانے لگا حسرت منے

پھاڑکر کپڑے کیا سب تن کے چاک
ڈالکر سر پر اپنے گرد خاک

پوچھنے کو آئے لوگان حال جب
پس کہا مین کیا کہون بولون سو کیون

جانتی ہی تو پڑی جو کس سے دور / کسکی خاطر اسو ضع ہی نا صبور
خوش ہی اسکا حال جو سمجھا ہی سو / کسپہ تو روتی ہی زار و زار ہو
وائے مہری پر نہین مجھ کو سمجھ / زار گریان کس سے ہون نت اٹھ سمجھ
یہہ نہین مجھ کو خبر روتی ہون کیون / دکھ سے گلجا پٹ حسرتین ہون
دل کیا ہی گم اسی منزل ستین / بلکہ منزل بھی نظر آتی نہین
تا تو اس گھر کا مجھے دروازہ پائے / تا سر رشتہ عقل کا کچھ ہاتھ آئے
جائے جو کوئی وہان تلک سر گم کرے / چار دیواری کرا ور گم کرے
تب یک آدھا شخص وہان جب پار پائے / ایک پل مین سب اسے اسرار پائے

حکایت صوفی کہ بر راہ میرفت

کوئی صوفی راہ سے جاتا تھا / راہ سے آواز اسنے یون سنا
کسکی کیلی گھر کی میری پائی ہی / دیو نہین مجھ کو تو مشکل آئی ہی
جو پڑا ہون مین اپکے گھر سے بھار / اسکے غم سے ہی میرا دل خار خار
پس کہا صوفی کہ در ہے بند اگر / جمع رکھ خاطر نہین کچھ گھر کو ڈر
مین تو دروازہ پکڑ کر بیٹھ رہ / قفل کی بھی کوئی کھولیگا گرہ
ہی ولیکن مجھ کو مشکل سخت تر / مین مجھے کیلی سپڑتی ہی نہ ڈر
آپڑا ہون وادی حسرت مینے / ہر نفس گذرے مجھے حیرت مینے
حیرت و حسرت کے کبتک دن بھرون / گم کیا ہون سو کہان ڈھونڈھتا پھرون

پختہ سالک وہ جو ہی مردانہ مرد | سیر کرتے جب منگے میدان درد
ہووین گم اول قدم دھرتی مینے | پس قدم دوسرا کو جا کر کیون گنے
جب قدم پہلے مینے گم ہووے تب | پھر کے آوے وہ تو دو سننا ہے عجب
لیکہ آتا ہی نکو بھی گم گشت و و | ہو سکی جدا کیون وہ بند طلا دریا مین سو
جسکو اس عالم سے ہی یکمو اثر | اسکو اس عالم مین نین یکمو خبر

حکایت پروانہا را گوید

جمع آئے ایکدن سارے پتنگ | شمع کے طالب ہوئے سب ایکرنگ
پس لگے کہنے یہانسے کوئی جائے | ہے کہان شمع خبر جلدی سنے لائے
بعد ازان جا کر پتنگ یک دور سے | دیکھہ آیا نور کو لین شمع کے
جسطرح حاصل کیا تھا معرفت | شمع کی کرنے لگا سب سے صفت
بعد ازان دوسرا پتنگ وہانسے چلا | جا پڑا اسو شمع پر کچھہ کچھہ جلا
وہ سیانا اسکو بھی بولا وہین | کچھہ خبر تحقیق اسکو بھی نہین
تیسرا بھی اٹھہ کے خوش ہو ڑ اگیا | شمع پر جلکر انگارا ہو رہا
دیکھہ کر اسکو سیانا دور سون | شمع کے ہمرنگ سن مکھہ نور کون
پس کہا اسکو خبر ہے شمع کی | جو اگن باہر اندر ہی شمع کی
کیا سمجھتا ہی وہ شمع بے خبر | ہے جسے اک ذرہ ہستی کی خبر
ہووے جب یون بیخبر اور بے اثر | اسکو سمجھو سب سے نکلا باخبر

جب گئی نیکی بدی عاشق ہی تو | بس قبا ہی عشق کے لائق ہی تو

حکایت پادشاہی کہ پسرش خوبصورت بود

بادشاہ کوئی تھا بڑا اسا نامور | اسکو بیٹا ایک تھا رشک قمر
ایک سیرت خوش لقا یوسف مثال | مکھہ پونم کا چاند اور ابرو ہلال
کوئی نہ تھا خوبی منے کو اسکی جوڑ | چاند کو تو لین تو سمین بھی ہی کھوڑ
رخ نورانی غیرت ماہ تمام | جگ کے خوبان سب وکھین اعلام
کر سکے کوئی کس وضع اسکی صفت | جس صفت کو وہان نتھی کچھہ معرفت
رات کو آتا اگر پڑ دیسے بہار | آفتاب تازہ ہوتا آشکار
چھوڑ دیتا مکھہ پہ جب زلف سیاہ | چھپ کے جاتا رات کے پردہ مین ماہ
جس طرف کرتا نگاہ نرگس نمن | اس طرف نرگس سکے کھلتے صد چمن
ملسکے مکھہ سے پھول جب کرتا نثار | باغ کھلتے کئی ہزاران صد بہار
لیکن نہ دکھتا تھا دہن کا کچھہ نشان | جو عدم ہے سو نشان اسکا کہان
فتنۂ جادو جہان تھا وہ جوان | الامان فتنے سے اسکے الامان
جب نکلتا باہر کہین ہو کر سوار | ساتھہ چلتے ہر طرف شمشیر دار
کوئی مگر اسکی طرف کرتا نگاہ | مار ڈالے اسکو جان سے بے گناہ
ناگہانی از قضا درویش ایک | تا الیس کا کچھہ برا سمجھا نہ نیک
یک بیک اسکے اپر شیدا ہوا | سوز دل مین عشق کا پیدا ہوا

شاہ غیرت سے ہوا بیہوش وہین
دو لمنے غصہ سے لایا جوش وہین

پس کہا لیجاؤ اُسے سولی تلے
رحم اسکے حالپر کوئی نہ لے

سنکے دوڑے یہہ نقیبان او وزیر
لے چلے حالی گدا کو کر اسیر

لیکے آئے جب اُسے سولی کنار
حیف کھا رو یا جگت سب زار زار

نا سے وہان کوئی شفاعت خواہ تھا
نا کوئی اس درد سے آگاہ تھا

جب اُسے سولی پہ وہ دینے لگے
تب گدا نے وہان لوگا نکے اگے

عجز و زاری سے لگا کہنے کو یون
بے گنہ تم مارتے ہو مجھ کو کیون

دیو مجھے فرصت تو بارے اسقدر
جو کرون مین سجدہ حق کو یاد کر

بعد ازان فرصت دیا اسکو وزیر
تا کرے سجدہ خدا کو وہ فقیر

پس گدا سجدہ مین بولا اے الہ
مارتا ہی شاہ مجھ کو بے گناہ

جبتلک اس تنکو ہی جیو کا وصال
شاہزادیکا مجھے دکھلا جمال

تا دیکھون دیدار اسکا ایکبار
شوق سے اس جیو کو ڈالون اسپوا

آئیگا وہ جسگھڑی میرے نظر
ہوئیگا جیو مجھ کو دینا سہلتر

یا الہی کر اجابت یہہ دعا
یو تجہ ہی آخر کو میرا مدعا

مین سو تیرا ہون بندا با صدق سون
گرچہ عاشق ہون نہین کافر ہنوز

جون دو عالم کا ہی تو حاجت روا
یون ابھی کر تو میری حاجت روا

جانفشانی پر لگا در حال تیر
جو دعا یون عجز سے مانگا فقیر

پس کہا اے شاہزادہ نامدار — مار سکتا ہے اگر تو مجھ کو مار
فوج لشکر کیا تجھے درکار تھا — مجھ کو بس اتنا تیرا دیدار تھا
بولکر یہہ بات ایک نعرہ کیا — جان شیریں یار شیریں کو دیا
ایک نظر سے دیکھ دلبر کا جمال — ہو گیا ایک پل میں پانی کی مثال
بوند تھا سو جا ملا سمدور سے — ہو گیا نابود ذرہ شور سے
پائیگا تو کان سے ایسا لک خبر — جبتلک دل میں ہوا زیر و زبر
جیو تیرا لذت سے نت آلودہ ہے — خواب اور غفلت منے آسودہ ہے
چھوڑ دے غفلت کو ہیش اندیش ہو — خویش بیخویش ہو کر بیش ہو
ہوئیگی جسوقت بیخویشی تجھے — پائیگی اسوقت درویشی تجھے
دل منے ہمت پکڑ مردانہ ہو — دے جلا کر عقل کو دیوانہ ہو
ہیں تو بارے آ تماشا دیکھ جا — کسطرح ہوتے ہیں مردانہ فنا

حکایت شنیدن مرغان تمام بیان وادیہا

جب سنیں پنکھیوں نے یہہ باتیں تمام — ہفت وادی کا بیان منزل مقام
ہوش سب کا یکبیک جاتا رہا — جو اتا دکھ کس سے جاویگا سہا
ہو گئے سب یکطرف سے بے قرار — مر گئے کتنے اسی منزل میں ٹھار
بیٹھ رہے بعضے و بعضے اٹھ چلے — کئی سو مارے کئی ہیبت سے گلے
کوئی ہمت سے لیا در پیش راہ — رنج و راحت پر کیا ہیں وہ نگاہ

ہی جہان ذرہ برابر آفتاب
او ہمین سے سمجھے اتھے سو سب غلط
اید ریغا وہ ہماری رنج راہ
ہو گئے جب یہہ پنکھیرو سب نراس
سب یکایک دلمین بیدل ہو رہے
ناگہان سیمرغ کی درگاہ سے
دیکھہ کر ان تیس پنکھیونکو نزار
پانون سے سر لگ سبھی حیرت منے
بعد ازان پوچھا کہ ای قوم غریب
کان سے آئے ہیو تھین اور ہو سو کون
کان تمھارا ملک اور کان کانون ہے
کیا سبب آئے ہین اس درگاہ مین
پس دیا اس تیس پنکھیون نے جواب
ہے ہمارا بادشاہ سیمرغ جون
ہین ہمین سب بندے سبھی درگاہ کے
کئی مدت سے راہ طی کر سدھ گنوائے
شاہ کے ملنے کی ہے دلمین امید

کون تھا ہم سے غریبونکا حساب
سب ہماری محنتین ہو غلط
ہو گیا ناچیز سارا اور تباہ
ٹوٹکر اوپر پڑا گویا اکاس
جونکہ مرغ نیم بسمل ہو رہے
یکبیک آیا جلال و جاہ سے
بال و پر سے لہو مچہ بوٹی کے ساے
جان و دل سے رنج اور حسرت منے
اکٹھا ہوئی تمکو یہہ حیرانی نصیب
دکھہ منے گلتے ہو جون پانیمین لون
کیا تمھارا نام اور کان ٹھانون ہے
کیونکہ یہان آئے ہین دور راہ مین
دیکھنے آئے ہین یہہ عالیجناب
دیکھنے اسکو ہمین نا آئے کیون
خاکروب ہین ہم سبھی اس راہ کے
صد ہزاروں آئے ہمین یہان تیس آ
چک ہوئے ہین انتظار مین سفید

بعد ازان رقعہ دئے لا سب کے ہاتھہ
پس کہے اسکو پڑہو تم غور سا تھہ

جونکہ ان سنکھیون نے وہ رقعہ اٹھائے
شرم سے ہرگز نہ اپنا سر اٹھائے

یہان جو کچھہ فعلان کئے تھے سو تمام
ایک بیک رقعہ منے تھا والسلام

سخت سب افعال سے تھا فعل یو
جو چلے ہی نفس کی خواہش سے او

یوسف اپنے کو کوئین ڈال کر
بیچکر کھائے خدا سے کچھہ نہ ڈر

حکایت حضرت یوسف علیہ السلام

حضرت یوسف پیمبر حق پسند
جیسے ہوتا تھا ستارونکا سپند

بیچ ڈالا اسکو دس بھائیون نے جب
لکھہ لیا مالک نے اک خط اُنسے تب

از قضا یوسف ہوئے جب بادشاہ
لیکے مالک سے رکھے رقعہ نگاہ

جب وے بھائی مصر مین کنعان سے آئے
قحط سے روٹی بدل پانی گنوائے

نین پہچانے شاہ کو جو کون ہے
منہہ کا اسکے کسو ضع کا لون ہے

پس کہا یوسف نے ای یاران مگر
خط عبری جانتے ہو بانچہ کر

ہی ہمارے پاس عبری ایک خط
گر تمھین بانچینگے تو ہی نیک خط

پڑھہ سناؤگے اگر وہ خط ہمن
جو منگوگے سو دیوُنگا بے سخن

پسکہ عبری خوان تھے سب یار او
پس کہے وہ خط کہان ہے لاؤ سو

خط پڑھنے کو جو یوسف سے لئے
شرم سے سب یار سر نیچے کئے

خاک ہو گئے آگ حسرت سے تمام
آب ہو گئے خوی مین گل کر تمام

بلکہ گر آپس مین حیران ہو رہے
یہہ اسے سیمرغ بولے وہ اُسے

نین رہی ہرگز کسے کسکی پہچان
جو ہون وو ہین یا نہین آخر ندان

جب ہوئے سیمرغ سارے ایکرنگ
ہو رہا ہر ایک پنکھی حیران و دنگ

نین ہوا معلوم کسکو کسکا حال
پس گئے درگاہ عزت سے سوال

ای جناب پاک یہہ کیا ہی سبب
جو ہمین ہو گئے ہین یہہ سیمرغ سب

ایک ایکس کو نہین سکتے پہچان
بلکہ اپسکو نہین سکتے پہچان

بعد ازان درگاہ سے آیا خطاب
جو مثال آرسی ہی یہہ جناب

ہوئیگی جسکو طلب جس چیز کی
شکل اسکی ہوئیگی اس چیز کی

او اگر دیکھے اس آئینہ اندر
آئے گی اسکو وہی صورت نظر

تیس پنکھی تم جو یہانتک آئے ہو
تم اپسکو آپ ظاہر پائے ہو

گر تمھین چالیس ہوئے یا پچاس
یونہی کر لیتے اپسمین آپ شناس

گرچہ کم یا تیس تم سب آئے ہو
تم اپسکو آپ ظاہر پائے ہو

نین تو مجھہ کو دیکھنے کا کسکو تاب
دیکھہ سکتا کب ہے شپرہ آفتاب

او پنکھی اتنے جو آتے تھے ادھر
پس گئے ہین وے سبھی رستے سے پھر

ہر یکس کو صورت مقصود ہو
ہر یکس کو معنی معبود ہو

جو تمھین تیسون پنکھی سیمرغ کا ج
آئے ہین یہانتک تمھین محنت سے آج

پس تمھین سیمرغ ہونا کیا عجب
محو ہو تم آپ اپکے سب مین سب

مین ہووے لگ محو خواری و فنا | کان سے دیکھیگا تو منہہ عز و بقا

حکایت عاشق شدن بر پسر وزیر بادشاہ

بادشاہ کوئی تھا جہان مین بے نظیر | ہفت کشور تھا جسے فرمان پذیر
جانشی تھی خلق اسکندر جسے | قاف سے تا قاف تھا لشکر اسے
جاہ کا اسکے اتھا رخ ماہ پر | ماہ کا رخ شاہ کے تھا جاہ پر
از قضا اس شاہ کا تھا ایک وزیر | اسکو بیٹا ایک جوان بدر منیر
آفتاب آسمان دلبری | جگ کے محبوبون پہ اسکو سروری
دن کو گر وہ ماہ نکلے گھر سے بار | جگ منے ہووے قیامت آشکار
منہہ نورانی غیرت خورشید و ماہ | اسپہ کالی ابر کی جھنڈی سیاہ
نوش لب وہ چشمۂ آب حیات | تسپہ خط سبز ہریالی صفات
مین سے دکھلاوے یون افسونگری | جسکے آگے خجل ہووے سامری
سیمتن سیمین بدن سیمین ذقن | دام زلفان عاشقون کی صف شکن
فتنۂ جان جہان خال سیاہ | سو قیامت کے برابر یک نگاہ
شرح اسکے حسن کا تا کب کرون | عمر اگر اس فکر مین ساری بھرون
الغرض شہ اسکو اک دن دیکھ کر | ہوگیا بیہوش و بیخود بے خبر
نقد جان اسکی محبت مین دیا | آرزو سے عشق کا سودا کیا
رہ نہ سک محبوب کے بن ایک تل | گم ہوا سدھ بدھ گنوایا دین و دل

مست اور عاشق تھا اسپر بادشاہ — کیون کرے دلبر پہ اسکے کوئی نگاہ
پس لگا کہنے کو شہ وہین دل منے — کیا کہون اپنا کیا مین اسکنے
مین تو اس نوخیز کو کس ناز سے — پالکر کیتا ہون واقف راز سے
مال و دولت جان جیو اپنا نثار — ہاتھہ مین اسکے دیا سب اختیار
وہ سو مجھہ کو چھوڑ جورو ونکے ساتھہ — جیو لگا یا ہے سو یہہ کیسی ہی بات
اب مجھے واجب ہوا ہی بالضرور — جو کرون دنیا سے اسکا نام دور
بات ایسی بول کر وہ شہریار — بندکے مار و کہا خوب استوار
تا کہ جاوے تن بدن سب پھاٹ پھاٹ — سیر ہوئی دھرتی سو خونکو چاٹ چاٹ
پس کہا شہ نے کہ ٹوٹی مین لجاؤ — کھال اسکی ور سولی پر چڑھاو
یونہی لیگئے اسکو جلدی کھینچکر — تا جدا کر کھال دیوین دار پر
یہہ خبر سنکر وزیر آیا وہین — خاک پاکے پیٹتے رو یا وہین
ماریوالون کے تئین منت کیا — ہر کیس کو یک رتن بھاری دیا
پس کہا نین اس جوان کا کچھہ گناہ — اسپہ ہے گا مست کیفی بادشاہ
جائیگی جب کیف کی مستی اُتر — بعد ازان پچتائیگا دلکے بہتر
پس جو اسکو آج ماریگا کوئی — جیو بچانا کس وضع سے اسکا ہوئے
پس دئے ور مارنے ہارے جواب — یہہ جو کچھہ بولتا ہے نین صواب
کر ابھی نین مارتے ہین ہم اسے — بادشہ جیو سے نچھوڑیگا کسے

آتش ان پانی کیا یکبار کا / لے رہا سینے مین غم یار کا
آخرش یکرات کو وہ شہریار / آپ آیا چلکے سولی کے کنار
دیکھ اس بے‌خبر کو حیف کھائے / دکھ سے رو رو سر پہ لیتا خاک اٹھائے
بات یکبیک اسجوان کی یاد کر / درد سے رونے لگا فریاد کر
دلپہ اسکے درد و غم بھاری ہوا / زخم شمشیر الم کاری ہوا
کاٹ کر لینے لگا وہ اتو نسے ہاتھ / صد ہزاران آہ اور افسوس ساتھ
لوٹنے بھوئین پر لگا مچھلی من / خونسے ہو گئے وہ لہو رو رو مین
دیکھتا انجوان کو اسکے کوئی اگر / پادشاہ کی جھڑی کرتا مگر
رات ساری اکیلا اور روز کون / شمع کے مانند جلتا سوز سون
جب فلک سے صبح کی چلتی یون / شاہ جاتا اٹھ وہان سے گھر کدن
پڑ کے رہتا ہر کہین پیاسا ہو کا / بند کر رکھتا زبان کو جون مونگا
کسکو یہہ قدرت نتھی جو شاہ سات / کچھ کہے اور کچھ نکالے منہ سے بات
اسطرح چالیس دن جب گئے گذر / سوکھ جا کانٹا ہوا اسشہ نامور
از قضا اس سوز سے گرداب مین / اپنے دلبر کو دیکھا شہ خواب مین
چاند سا چہرہ شفق مین غرق خون / غم سے لالہ کے مثل تھا سرنگون
بعد ازان شہ نے کہا ای دلربا / کیون ہوا تو غرق خون مین اسوضا
تب کہا اسنے کہ سن ای پادشاہ / جب سے تو مارا ہے مجھ کو بیگناہ

مین کیا گر خون تیرا ظلم سے | خون نہ کو کر دل کو میرے بھر سے
مست ہو کر یہہ کیا ہو نمین خطا | تو گنہ رجا اس خطا سے کر عطا
تو گیا ہی چھوڑ کر مجھ کو جہان | مین بھی یہان تجھ باج رہتا ہون کہان
ہو رہا ہون مین تو غم سے جان بلب | تا یہہ جیو دون خونبہا مین بول کب
مین رہا جاتا ہی مجھے ایکدم | ایکدم اب ہے میرے پر صد ستم
موت کا کچھ ڈر نہین مجھ کو اینا | ہی مجھے تیری جفا کا ڈر جتا
عمر گر سب عذر خواہی مین بھرون | اس گناہ کا عذر آخر کیون کرون
کاشکے کوئی کاٹتا میرا گلا | تا نچت اس غم سے مین رہتا بھلا
مین رہا کچھ مجھ کو اب تاب فراق | جیو ہوا ہی تاب اور طاقت سے طاق
جیو میرا لے فضل سے اے دادگر | کچھ نہین مجھ کو رہی طاقت مگر
کیا کرون یہہ دکھ سو اب کبتک بھرون | جوش سے مین دل ہی رہتا کیا کرون
یونہی بق بق کر ہوا خاموش جب | خاموشی مین ہو گیا بیہوش تب
بس ہوا ویسے مین فضل کردگار | تا کہین پنہان وزیر نامدار
شاہ کو وہ دیکھ کر بیہوش و تاب | رو دلا یا شاہ کن بیٹا شتاب
بعد ازان بھیجا اُسے نزدیک شاہ | شہ نے انکھیان کھولکر دیکھا و ماہ
لے گیا در حال اُسے اپنے مندیر | اگئے خوشی سے بھر کے دونون کے سر
ایک ایکس کے ہوئے ہمراز وہان | ہوگئے آپس مین دمساز وہان

قطعہ تاریخ طبع کتاب ... سنہ ۱۲۸۴